مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف:

لیوس مور(Levis Mor)

مترجم:

یاسر جواد صاحب

تلخیص از:

محمد ساجد کانپوری

فہرست مضامین

✦ عرضِ مختصر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الأمين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد!

الحمدللہ، اللہ کے فضل و کرم سے معهد مقارنة الأديان، بینگلور میں منعقد ہونے والے یک ماہی سالانہ کورس کے تحت اس کتاب (مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا) کی تلخیص کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوئی، جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے دنیا بھر میں جن ادیان و مذاہب کی لوگ پرستش کرتے آرہے ہیں ان کا تذکرہ اس میں موجود ہے اور اسکے مؤلف "لیوس مور" عیسائی مذہب یا ارتقائی ذہنیت کے حامل شخص معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے نوحجری ادوار اور مزید قدیم زمانے کے مذاہب بیان کرنے سے اپنی اس کتاب کی شروعات کی ہے۔ مؤلف نے کتاب کو چار حصوں اور تیرہ ابواب میں تقسیم کیا ہے پہلے حصے میں بنیادی مذاہب کے تحت تین باب قائم کئے ہیں: بنیادی مذاہب کی خصوصیات، امریکی انڈین مذاہب، افریقی مذاہب؛ جس میں سے بنیادی مذاہب کی خصوصیات اور اسکے متعلق معلومات کے ذرائع ذکر کرنے بعد قبل از تاریخ بنیادی مذاہب کی تین قسمیں پیش کرتے ہیں: نینڈرتھل مذہب، کرومینی مذہب اور نوحجری مذہب ان ابواب میں مؤلف انکا تاریخی مذہبی نقطۂ نظر بیان کر کے دوسرا حصہ مشرق وسطی شروع کرتے ہیں جس میں چار ابواب: زرتشت مت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ضمن میں عقائد و نظریات کو بیان کیا ہے۔ اسکے بعد تیسرا حصہ ہندوستان کے زیل میں چار مذاہب کا بنیادی طور پر تذکرہ کیا ہے: ہندومت، جین مت، بدھ مت، سکھ مت۔ آخر میں مؤلف چوتھا حصہ تحریر کرتے ہیں جس میں چین اور جاپان کے مذاہب، چینی مذاہب، شنتومت تین ابواب میں بیان کر کے انسائیکلوپیڈیا کا اختتام کرتے ہیں۔ اسکے بعد ان تمام مذاہب کو مؤلف نے جن کتابوں سے اخذ کیا ہے انکے حوالے جات مذکور ہیں پھر آخر میں تتمہ کے طور راقم نے خاتمہ پیش کیا ہے۔ رب يسر و أعن!

••••~•~••••

✦ پہلا حصہ

◉[بنیادی مذاہب]

قدیم تہذیبوں کے آثار کے تجزیہ سے مذاہب کا طالب علم ابتدائی ترین مذاہب کی تفہیم حاصل کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی قاری ماضی اور حال کے بنیادی قرار دیئے جانے والے ان مذاہب کا مطالعہ کر کے اُن بنیادوں کو بھی معلوم کر سکتا ہے جن پر موجودہ غالب مذاہب کی عمارت قائم ہے۔

••••~•~••••

پہلا باب

[بنیادی مذاہب کی خصوصیات]

مذاہب عالم کے مطالعہ میں ہم کسی ارتقائی پیمانے کو فرض نہیں کر سکتے جو بنیادی مذاہب سے شروع ہو کر زین بدھ مت یا اس نام نہاد مہذب دنیا کے کسی دوسرے اعلیٰ ترقی یافتہ مذہب کی طرف جاتا ہو۔ زمانہ قبل از تاریخ اور دنیا کے کم ترقی یافتہ علاقوں کے لوگوں کے مذاہب میں بنیادی مذہبی عناصر پائے جاتے ہیں، چنانچہ ہم دنیا کے تمام مذاہب میں سے اُن بنیادی مذاہب کے متعلق بہت کم علم رکھتے ہیں کیونکہ وہ قبل از تاریخ یا دور افتادہ علاقوں سے نکلے جہاں تہذیب داخل نہیں ہوئی تھی۔ تاہم ان مذاہب کا مطالعہ نہایت اہم ہے کیونکہ انہی سے دنیا کے تمام دیگر مذاہب ماخوذ ہوئے۔ بنیادی مذاہب کے عناصر زیادہ یا کم حد تک تقریباً سبھی مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم ان عناصر اور ان کی کارفرمائی کے انداز سے واقفیت حاصل کریں۔

بنیادی مذاہب کا مطالعہ اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ وہ انسانی تاریخ کے طلوع سے لے کر اب تک کے مجموعی انسانی مذہبی تجربہ کے تقریباً پچھتر فیصد حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔

[بنیادی مذاہب سے متعلقہ معلومات کے ذرائع]

انسان دس لاکھ یا زائد سال سے کرہ ارض پر سرگرم عمل ہے۔ اسی لئے ہم انسانی تاریخ کے بہت ہی چھوٹے جزء سے واقف ہیں۔ گزشتہ صرف پانچ یا چھ ہزار سال کے عرصہ میں انسان نے تحریر سے استفادہ کیا ہے، جبکہ غیر تحریر کردہ ذرائع مثلاً غاروں میں بنائی گئی تصاویر، قبرستان، مذہبی مجسمہ سازی اور آثار قدیمہ انسانی ثقافت اور مذہبی تجربات کی نشاندہی کرتے ہیں، اور ہمارے علم کا بہترین ذریعہ تحریر شدہ ریکارڈ ہے۔ ہم کرۂ ارض پر انسان کے مجموعی عرصہ میں سے غالباً ایک فیصد کے نصف کو تحریری شکل میں محفوظ کر سکے ہیں

بنیادی مذاہب کے بارے میں معلومات کے دو بنیادی ذرائع ہیں:

۱۔ عصر حاضر کے بنیادی مذاہب

۲۔ علم آثار قدیمہ

[بنیادی مذاہب کی قبل از تاریخ ابتداء]

نینڈر تھل مذہب:

بہت شروع کی نسل انسانی میں سے ایک نام نہاد نینڈر تھل (Neanderthal) لوگ تھے جن کا دور تقریباً (25,000-1,00000 B.C.) ایک لاکھ سے پچیس ہزار سال قبل مسیح تک تھا۔ نینڈر تھل لوگوں کے بارے میں ہمیں بہت کم علم ہے۔ ماسوائے اس کے کہ وہ موجودہ انسانوں کی نسبت چھوٹے تھے اور غالباً شکار اور خوراک اکٹھی کرنے کے سبب گھٹن والی فضا میں آباد تھے۔ بلاشبہ ان لوگوں نے اپنے معاشرے یا مذہب سے متعلق کوئی تحریری ریکارڈ نہیں چھوڑا ہے۔ ان کے مذہبی ہونے کی شہادت صرف علم بشریات سے ملتی ہے اور در حقیقت یہ قطعی شہادت نہیں، کچھ ماہرین بشریات شاید ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ نینڈر تھل لوگ ریچھ کی پوجا کرتے تھے کیونکہ ریچھ کی کھوپڑیاں ان کے قبرستان کے اطراف میں پائی گئیں۔ ایسا ہونا یا نہ ہونا مسئلہ نہیں ہے۔ شاید ریچھ کی کھوپڑیوں کو ان قدیم لوگوں کے ساتھ ہی دفن کر دیا جاتا ہو کیونکہ وہ ان کی پرستش کرتے تھے، یا ریچھ کو وہاں شکار کے انعام کے طور پر دفن کیا جاتا ہو۔ جب نینڈر تھل لوگوں نے اپنی بات کہنا نہیں سیکھا تھا تو ہم ان کے مذہب کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ نینڈر تھل مذہبی تھے یا اُن میں حیات بعد الموت کا کوئی تصور بھی موجود تھا۔

کرومینی مذہب:

نینڈر تھل لوگوں کے بعد منظر عام پر آنے والی نسل کرومینی (Chromeni) انسان تھے جو تقریبا(.B.C25,000) پچیس ہزار سال قبل سامنے آئے۔ کرومینی جسمانی اعتبار سے اور ذہنی صلاحیتوں کی بناء پر نینڈر تھل لوگوں سے بڑے تھے۔ نینڈر تھل کی مانند کرومینی انسان نے بھی اپنی ثقافت اور مذہب کے متعلق کوئی تحریری ریکارڈ نہیں چھوڑا۔ ایک بار پھر ماہرین آثاریات کے کام کے ذریعہ ہی ہم تک معلومات پہنچتی ہیں۔

نینڈر تھل لوگوں کی طرح ہی کرومیننی انسان بھی بظاہر اپنے مردوں کو اوزاروں اور ہتھیاروں سمیت دفن کردیا کرتے تھے۔ قبروں سے زیور بھی برآمد ہوئے ہیں جن کے ساتھ مردوں کو دفن کیا گیا۔ مزید برآن کچھ کرومینی قبروں سے ایسی ہڈیاں بھی ملی ہیں جن پر سرخ رنگ کیا گیا تھا۔ ماہرین آثاریات نے ان عناصر کو حیات بعد الموت سے متعلق بیان کیا ہے۔

کرومیننی لوگوں کے ساتھ وابستہ نہایت عمدہ مصنوعات میں غاروں کی دیواروں پر بنائی گئی مشہور تصویریں شامل ہیں۔ ان میں سے بہت سی تصاویر شکار کے دوران مارے جانے والے جانوروں کی عکاسی کرتی ہیں جانوروں، مثلاً جنگلی بھینے، گھوڑے، جنگلی سور اور ریچھ کو تیروں اور نیزوں کے ساتھ دکھایا گیا ہے جو اُن کے جسموں میں نازک مقامات پر داخل ہو رہے ہیں۔ جانوروں کو حقیقی زندگی کے تصور پر بنایا گیا ہے، جبکہ انہیں شکار کرنے والے انسانوں کو محض بے لچک کے انداز میں دکھایا گیا ہے۔ ان تصاویر کے بارے میں سب سے عام بیان یہی ہے انہیں شکار سے قبل کرو مینی لوگوں کے پروہت یا جادوگر غاروں کی مخفی دیواروں پر لگایا کرتے تھے۔

مزید برآں، غاروں کی تصاویر—جو شاید مذہبی تاثر رکھتی ہوں—میں کرومینی لوگوں نے پتھر سے کندہ کردہ سجاوٹی تصاویر اور مورتیاں بھی چھوڑی ہیں۔ ان میں سے بہترین سمجھی جانے والی چھوٹی مورتی نام نہاد (وینس آف ویلن ڈروف) ہے جس میں ایک نسوانی شکل کی عکاسی کی گئی ہے۔ جبکہ اس شکل کا کوئی چہرہ نہیں۔ اس کی چھاتیوں، سرین اور پیٹ میں مبالغہ آرائی کی گئی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ شبیہ زرخیزی کے مسلک (Fertility cult) کا حصہ تھی جس کا تعلق شاید کرومینی مذہب کے ساتھ رہا ہوگا۔

نوحجری مذہب(Neolithic Religion):

جب سے نینڈر تھل اور کرومینی معاشروں نے ابتدائی طور پر پتھر کے اوزاروں اور ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا، انہیں آثار قدیمہ کے اعتبار سے پتھروں کے زمانہ کی ثقافتیں (Stone Age) قرار دیا گیا۔ کرومینی عرصہ کے بعد آنے والے دور میں بھی پتھر کے ہتھیاروں کو استعمال کیا گیا مگر وہ دور دیگر لحاظ سے بہت زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ نوحجری یا پتھر کا آخری زمانہ تقریباسات تا تین ہزار قبل مسیح (B.C.3000-7000) سے شروع ہوا اور تہذیب میں کئی اضافوں سے عبارت ہے۔ ایک بہت نمایاں پیش رفت جس نے مذہبی ترقی کو بہت زیادہ متاثر کیا وہ زراعت کی بطور زندگی ترقی تھی۔

نومجری عرصہ کے آثار قدیمہ اس وقت کے مذہبی رویوں کے متعلق کچھ اشارات دیتے ہیں۔ اس علاقے میں پائے جانے والے بڑے قبرستان

مردوں، عورتوں اور جانوروں کی ہڈیوں پر مشتمل ہیں جن کے ساتھ مدفون ہتھیار اور زیور میں کسی حد تک اندازہ ہوتا ہے کہ نوحجری لوگ اپنے سرداروں کو ان کی بیویوں، غلاموں اور دل پسند دیوانوں کے ساتھ دفن کرتے تھے تاکہ وہ اگلی دنیا میں اس کی خدمت کرسکیں۔ یہ عمل کئی ثقافتوں میں دہرایا گیا اور اسی طرح انیسویں صدی میں بھی بھارت میں ستی کا عمل جاری رہا۔ جس کا مطلب تھا کہ بیوی اپنے شوہر کی چِتا پر جل مرتی یا خود کو اس کی قبر میں زندہ دفن ہو جانے کی اجازت دے دیتی۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نوحجری معاشروں نے دنیا کے کئی علاقوں میں بڑے پتھر نصب کیے۔ اس عمل کی دو بہترین مثالیں برطانیہ میں سٹون ہینج (Stonehenge) کے مقام پر نصب کردہ پتھر کی عظیم یادگاریں اور فرانس میں بریٹانی (Brittany) کے میدانوں میں قائم کردہ سینکڑوں بڑے پتھر (Megaliths) ہیں۔ بظاہر ان دیو قامت پتھروں کو دور دراز پہاڑوں سے کھود کر لایا گیا اور ان مقامات پر انتہائی کوشش کے ساتھ لے جایا گیا جہاں وہ نصب ہیں۔ چونکہ نوحجری معاشروں نے ان پتھروں کے بارے میں کوئی تحریری ریکارڈ نہیں چھوڑا، اس لیے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ جزوی طور پر ان کا مقصد مذہبی تھا۔ لیکن اسے ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

[بنیادی مذاہب کے عمومی عناصر]

مندرجہ ذیل عناصر تقریباً سبھی مروجہ مذاہب میں عام طور پر پائے جاتے ہیں یا کم از کم انیسویں اور بیسویں صدی میں جب ماہرین آثاریات نے ان کا مطالعہ شروع کیا تو یہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے عناصر نام نہاد ترقی یافتہ مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں عیاں ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر قربانی، سحر، خوش قسمتی کے سکے، بدقسمتی کے دن، تیرہ کے ہندسے سے گریز اور اسی طرح کی کئی مثالیں عام ملتی ہیں۔ حتیٰ کہ بیسویں صدی کے بہت سے جدید معاشروں میں بھی ایسی مثالیں عام ہیں:

❶ارواح پرستی ❷سحر ❸علم غیب ❹ٹیبو

❺ٹوٹم ❻قربانی ❼مختلف مراحل زندگی کی رسوم ❽اجداد پرستی

۱) ارواح پرستی:

ٹیلر (Tylor) بتاتا ہے کہ ابتدائی لوگ دنیا کو روحوں اور بدروحوں سے معمور تصور کرتے تھے اور فطرت کی اس ہم آہنگی سے مذاہب پروان چڑھے۔ درحقیقت فطرت کو حساس اور قابل گفت وشنید روحوں سے معمور سمجھنے کا عقیدہ انسانی مذہبی تجربے کے بہت عام عقائد میں سے ایک ہے۔ بہت سے بنیادی مذاہب کے لوگ یہ یقین کرتے نظر آتے ہیں کہ صرف وہی روح نہیں ہیں بلکہ حیوان درخت پتھر، دریا، پہاڑ آسمانی مخلوق، سمندر اور زمین بذات خود بھی روح رکھتے ہیں اور یہ روحیں لوگوں کے ساتھ گفتگو کرسکتی ہیں، انہیں خوش یا ناراض کرسکتی ہیں اور ان کی مدد یا

انہیں اذیت پہنچاسکتی ہیں۔بنیادی مذاہب ان قوتوں کو یاتوذاتی سمجھتے ہیں، جیسا کہ حقیقی ارواح پرست کے معاملہ میں ہے یاوہ انہیں غیر ذاتی مبہم قوتیں سمجھتے ہیں جنہیں بشپ کاڈر نگلٹن(Bishop Codrington)اور دوسروں نے "مانا"قرار دیا ہے۔زندگی کی ایک مظاہر پرستانہ واقفیت کی بناء پر بنیادی اور بہت سے جدید مذاہب نے فطرت میں موجود تقریباًہر چیز کا احترام کیا ہے یا کھلے عام پرستش کی ہے۔تقریباًہر قابل تصور جانور کی کسی نہ کسی دور میں عبادت کی جاتی رہی ہے۔پتھروں کی پوجا کی جاتی رہی ہے یاوہ ایسے مقامات رہے ہیں جہاں دیوتاؤں نے لوگوں سے بات چیت کی یاان کی قربانیوں کاخون موصول کیا۔پہاڑوں کو متعدد بار پوجا گیا ہے یاوہ الہام کے مقامات رہے ہیں۔سمندر اوران میں پائی جانی والی مخلوقات کااحترام کیاجاتارہاہے، درخت اکثر مذہبی عقیدت کے عناصر رہے ہیں۔آسمانی مخلوق، سورج، چانداور ستارے تقریباًہر مذہب میں کردار ادا کرتے ہیں اور آگ، پانی اور زمین بذات خود پرستش کا مدعا بن چکے ہیں یاپرستش کے اہم عناصر ہیں۔ارواح پرستی کے اثرات کی فہرست تقریباً نہ ختم ہونے والی ہے۔

۲)سحر:

جب جدید لوگ سحر کانام لیتے ہیں تواس سے مراد اکثر شعبدہ بازی یافریب نظر ہے جوایک ماہر بازیگر ادا کرتا ہے جس کا مقصد لوگوں کو دھوکہ دینا اور خوش کرنا ہے۔بنیادی مذاہب میں یہ اصطلاح "سحر "کہیں زیادہ پیچیدہ مفہوم رکھتی ہے۔

قدیم معاشروں میں بازیگر اپنے لوگوں کے فائدہ کے لیے یادشمن کو نقصان پہنچانے کی غرض سے فطرت کو قابو کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ بازیگروں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگروہ اپنی مجوزہ رسوم، رقص یامناسب طریق پر منتر ادا کریں تودر حقیقت وہ فطرت کو قابو کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔وہ بارش برسانے بکثرت فصل پیدا کرنے کامیاب شکار کے لیے حالات پیدا کرنے اوراپنے دشمنوں کی ہلاکت کا باعث بن سکتے ہیں۔جبکہ مذہبی پیشوادیوتاؤں کے مرہون منت ہیں۔ساحر جانتا ہے کہ اس کی خواہش ضرور پوری ہو گی لیکن پجاری امید رکھتا ہے کہ دیوتااس کی طرف نظر کرم کریں گے۔در حقیقت مذہب اور سحر کے مابین امتیاز اتناواضح نہیں ہے۔سحر کے عناصر مذہب میں اور مذہب کے اجزاء سحر میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۳)علم غیب:

علم غیب کے ذریعہ مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرنے کا عمل بنیادی مذاہب میں بہت اہم ہے۔عموماًیہ پجاریوں یا کسی ایسے انسان کا کام ہے جسے خصوصاًاس مقصد کے لیے تیار کیا گیاہواور یہ عمل مختلف طریقوں سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔قربانی کے جانور کی انتڑیوں کے مشاہدے کے ذریعہ پیش گوئی کی جاتی ہے۔بعض اوقات یہ پرندوں کی پرواز کے مشاہدے یامقدس پانسہ پھینکنے سے مکمل ہوتا ہے۔قدیم چین میں کچھوے کے خول کو اُس وقت تک گرم کیا جاتا ہے کہ وہ ٹوٹ جاتااوران ریزوں کے نمونے کو مستقبل کی پیش گوئی کے طور پر تعبیر کیا جاتا۔یہ بعد میں ییرو

(Yarrow ایک یورپی سدا بہار پودا) کے ڈنٹھل پھینکنے کے عمل میں بدل گیا۔

اوران نمونوں کوایک کتاب "آئی چنگ"(i Ching) میں بیان کیا گیا۔قدیم یونانیوں کے ہاں مستقبل کے بارہ میں پیش گوئی کی جاتی تھی جب ایک کاہنہ تین پایہ نشست گاہ پر بیٹھا کرتی تھی اورڈیلفی کے میدان سے آنے والے دھوئیں میں سانس لیا کرتی تھی۔اُس دھوئیں میں سانس لینے کے بعدوہ جوکچھ کہتی ایک پجاری اُسے مستقبل سے متعلق دیوتاؤں کی طرف سے ایک پیغام کے طور پر بیان کر دیتا۔

٤)ٹیبو:

قدیم طرز زندگی میں لوگوں کا ماننا تھاکچھ ایسے افعال تھے جن سے گریز کرنا ضروری ہوتا تھا،مبادا عالم ارواح کی روحیں کسی شخص یا گروہ پر مضر اثرات ڈالے۔یہ ممنوع افعال پولینیشیائی لفظ ٹیبو(Tabu) سے جانے جاتے ہیں۔عام طور پر بنیادی معاشروں میں مقدس افراد، مقامات اور اشیاء ایک عام شخص کے لیے ٹیبو سمجھی جاتی ہیں۔مذہبی مناصب سے محروم شخص کو سرداروں، پادریوں، مقدس مقامات، طلسماتی قوتوں کی حامل اشیاء اوراس طرح دوسری چیزوں سے گریز کرنا پڑتا،ماسوائے بہت خاص مواقع یا خاص تقریبات کے قدیم معاشروں میں کوئی شخص سردار کے آدمی کو چھو سکتا اورنہ شدید خوف کے بغیر مقدس مقامات میں داخل ہو سکتا۔جوان قبائلی ٹیبوز سے اختلاف کرتا اسے شدید نقصان پہنچ سکتا تھا۔دوسری بہت سی ثقافتوں میں بادشاہ کی ذات اس قدر مقدس ہے کہ سوائے خصوصی دعوت نامے کے اس کے سامنے پیش ہونے کو ٹیبو سمجھا جاتا ہے۔یہاں تک کہ دور حاضر میں جاپانی لوگ ابھی تک شہنشاہ کے چہرے کی طرف، حتی کہ جب وہ شہر کی گلیوں میں گشت کر رہا ہو دیکھنے کو ٹیبو خیال کرتے ہیں۔ کئی اور بھی مثالیں ہیں۔جیسے عورتوں کو حیض کے دنوں میں عموماً ٹیبو سمجھا جاتا ہے اورانہیں باقی گروہ سے الگ گھروں میں رہنے کے لیے کہا جاتا ہے۔بہت سی تہذیبوں نے خوراک میں بھی ٹیبوز قائم کر لیے ہیں۔مثلاً ہندوستان کے ذات پات کے نظام میں کچھ کھانے کی اشیاء چند ذاتوں کے لیے مکمل طور پر قابل قبول ہیں جبکہ دوسری ذاتوں کے لیے بالکل منع ہیں۔

٥)ٹوٹم:

بعض قدیم مذاہب میں ایک اور رجحان ٹوٹم ازم ہے۔ٹوٹم ازم کو پہلی مرتبہ اٹھارھویں صدی کے سفید فام لوگوں نے شناخت کیا جب انہوں نے امریکی انڈین میں اس رجحان کو دیکھا۔لفظ ٹوئم اوجبوا(امریکی انڈین باشندوں کی زبان) لفظ اوٹوٹیمن (Ototeman) کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔دراصل یہ ارواح پرستی کی توسیع اوراظہار ہے۔عموماً اسے قبیلے یا ایک نسلی گروہ اورایک حیوان کے درمیان شناخت کی کسی شکل سے تعبیر کیا جاتا ہے اگرچہ دنیا کے کچھ حصوں میں ٹوٹم کو سیاروں یا حتی کہ سورج چانداور ستاروں سے شناخت کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر ایک قبیلے کا خیال کا تعلق بنیادی طور پر ریچھ سے ہے۔ریچھ اُس قبیلے کا جد امجد مانا جاتا ہے،وہ قبیلہ شاید ریچھ کی خصوصیات (طاقت، غصب ناکی یا حجم) کا حامل ہو یا اُس قبیلے کے افراد کا اعتقاد ہو کہ موت کے بعد انہیں ریچھ کی شکل دے دی جائے گی۔اگر ریچھ اُس قبیلے کا ٹوٹم ہو تو لوگ اُسے اپنے دفاع یا نہایت

مقدس مواقع کے سوا کھاتے اور نہ مارتے ہوں گے۔ان مواقع پر وہ اس کے گوشت کو تقریباتی کھانے میں کھاتے ہوں گے تاکہ وہ قبیلے کو آپس میں زیادہ قریب کر سکیں۔

انتہائی ترقی یافتہ معاشروں میں، جو اگرچہ واضح طور پر اور مذہبی لحاظ سے ٹوٹم ازم سے وابستہ نہیں، ابھی تک اس رسم کی یادگاریں باقی ہیں۔اقوام کو حیوانات جیسے عقاب، ریچھ یا شیر کی علامات دی جاتی ہیں اور سکول اپنی اتھلیٹک ٹیموں کے ولولے کی علامت کے طور پر مبارک نشان منتخب کرتے ہیں۔کچھ نہایت ترقی یافتہ مذاہب میں اب بھی مقدس مواقع پر جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔وہ اپنی برادریوں کو باہم متحد کرنے اور قدیم اقرار ناموں کی تجدید کی خاطر مقدس جانور کا گوشت کھاتے ہیں۔

٦)قربانی:

دنیا کے تمام قدیم اور جدید مذاہب میں قربانی سب سے زیادہ مشترک وظائف میں سے ایک ہے۔پوری تاریخ میں لوگوں کو دیوتاؤں، روحوں، بدروحوں اور آباءواجداد کے لیے تقریباً ہر قابل تصور چیز کی قربانی دیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔اکثر قربانیاں حیوانات کی ہوتی ہیں جنہیں ذبح کیا جاتا ہے اور پھر دیوتاؤں کے سامنے پکایا اور کھایا جاتا ہے۔تاہم ہر قابل قدر چیز کی قربانی بھی کی جاتی ہے۔بعض اوقات مذاہب انسان کی قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے۔عموماً قربان کیا جانے والا انسان کسی جنگ میں قید ہو جانے والا دشمن ہوتا ہے، لیکن اکثر اوقات وہ پیارا بچہ یا نوجوان انسان ہوتا ہے جسے خصوصاً قربانی کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔

بعض بنیادی مذاہب میں قربانی روحوں اور نوع انسان کے درمیان بندھن قائم کرنے پر بھی دلالت کرتی ہے۔پرستش کرنے والا شخص مقدس مقامات پر خوراک لاتا دیوتاؤں کے لیے اُس کا ایک حصہ جلاتا اور پھر ایک حصہ کھالیتا ہے یا اپنے قبیلے کے ساتھ تقسیم کرلیتا ہے۔یوں روحیں اور زندگی بسر کرنے والے اکٹھے کھانا بانٹتے ہیں اور ان کے بندھن کی تجدید اور مضبوطی ہوتی ہے۔

٧)مختلف مراحل زندگی کی رسوم:

قدیم معاشروں کے مابین انسان کی زندگی میں ایک اور عالمگیر دستور اہم مواقع پر خاص رسومات کی ادائیگی کرنا ہے۔انہیں ایک مرحلے سے دوسرے کی طرف عبور کا نام دیا جاتا ہے۔عام طور پر اہم واقعات زندگی کی پیدائش، آغاز بلوغت، شادی اور موت ہیں۔جدید معاشروں میں رسومات پیدائش بہت اہم ہیں۔عموماً یہ ختنہ، بپتسمہ اور اس طرح دیگر مواقع ہیں۔شیر خوار کو سرکاری طور پر برادری کے رکن کی حیثیت دے دی جاتی ہے۔اُس کا نام رکھا جاتا ہے، بلوغت میں داخلے کی رسوم سے پہلے معاشرے کے بنیادی علم کی تربیت دینے کا ایک دورانیہ ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ زندہ رہنے کے فنون، شکار کھیتی باڑی، آگ جلانا وغیرہ بھی سکھائے جاتے ہیں۔آغاز بلوغت کے مرحلہ پر بچے کو کسی آزمائش میں ڈالا جاسکتا ہے۔کچھ امریکی انڈین لوگوں میں بچوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کچھ عرصہ تک اپنے خاندان سے الگ رہیں، روزے رکھیں اور روحوں سے بصیرت حاصل کریں۔دوسرے قدیم معاشروں میں بچوں کو سفید پینٹ کر دیا جاتا یا کوئی دوسرا بہت نمایاں نشان دے دیا جاتا اور تنہا رہنے کے لیے

بھیج دیا جاتا جب تک کہ وہ پینٹ یا نشان غائب نہ ہو جاتا۔ اس دوران اُن سے توقع رکھی جاتی کہ وہ اپنی زندگی گزارنے کے انتظام مکمل طور پر خود کریں۔ بلاشبہ بہت سے بچے یہ عرصہ گزارنے کے لیے خوش قسمت یا ماہر نہیں ہوتے۔ جو زندہ رہتے اور لوٹ آتے انہیں معاشرے میں مکمل طور پر بلوغت میں داخل کر لیا جاتا۔ اس فرد کا ختنہ کیا جاتا یا کوئی دوسرا شناختی نشان مثلاً چہرے پر کھرونچیں دے دیا جاتا۔ ان رسومات کے دوران اس نوجوان کو خصوصاً مذہبی روایات، اسرار اور معاشرے کی حکمت عامہ کے بارے میں ہدایات دی جاتیں۔ اس کے بعد اُسے اُس گروہ کے ایک مکمل بالغ کے رکن کی حیثیت دے دی جاتی۔ دوسرے اہم مواقع جن میں مذہبی رسومات اور علامات اہم ہیں وہ شادی اور موت ہیں۔ تقریباً ہر مذہب میں شادی کا تہوار کسی نہ کسی قسم کی مذہبی معاملوں کی مکمل توجہ کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس طرح موت و تدفین دونوں موقعوں پر مذہبی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔

۸) اجداد پرستی:

قدیم مذاہب کی ایک آخری خصوصیت خاندان کے ہلاک شدہ ارکان کی پرستش ہے۔ ٹیلر نے نظریہ پیش کیا کہ قدیم لوگ اپنے رخصت ہو جانے والے عزیزوں اور دوستوں کے خواب دیکھتے اور پھر یہ اخذ کر لیتے ہیں کہ وہ حقیقتاً مرے نہیں بلکہ محض ایک اور دنیا میں زندہ ہیں۔ قدیم مذاہب کے متعلق معلومات سے ظاہر ہوتا ہے یہ لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ مردہ کم از کم کچھ عرصہ کے لیے کسی شکل میں زندہ رہتا ہے اور یہ کہ مردہ زندہ لوگوں کو مدد یا اذیت پہنچا سکتا ہے۔

یہ لوگ اس شر کے شدید خوف میں مبتلا ہیں کہ مردے اکثر خود کو زندہ لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے قبروں سے لوٹ آنے سے محفوظ رکھنے کے لیے بہت دکھ سہتے ہیں۔ جسموں پر بڑے بڑے پتھر رکھ کر یا ان کی چھاتیوں میں کھونٹیاں گاڑ کر دفن کیا جاتا۔ کچھ قدیم معاشروں میں متوفیوں کے نام کچھ عرصہ کے لیے عام استعمال نہیں کیے جاتے اور جن گھروں میں ان کی موت واقع ہوتی انہیں جلا دیا جاتا تاکہ وہ واپس نہ آ سکیں۔

انہی وقتوں میں لوگ یہ محسوس کرتے ہوئے بھی نظر آتے کہ مردہ زندہ کو نفع پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا مردوں کو خوش کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ ان کے ساتھ ان کی تمام مملوکہ اشیاء اوزار، ہتھیار، مرغوب غذائیں، زیور اور بعض اوقات یہاں تک کہ ان کی بیویاں اور غلام بھی قبر میں بھیج دیئے جاتے۔ قبروں اور مقبروں کو سجایا گیا اور مردوں کو آرام پہنچانے کی غرض سے ان کا بے حد خیال رکھا جاتا۔ قدیم چینی لوگوں میں قبریں ہر سال دوبارہ بنائی جاتیں اور خوراک، مشروب، پھول اور یہاں تک کہ تقبل کے نذرانے بھی مردوں کو آرام کی غرض سے پہنچائے جاتے۔ غالباً قدیم چینی لوگوں سے زیادہ کسی قوم کے لوگوں نے متوفیوں کو آرام پہنچانے کے لیے اس قدر کوششیں نہیں کی۔ ان کا اصل مقصد اپنے آباء واجداد کی یاد کو ان کے ناموں اور سوانحات کے ذریعہ زندہ رکھنا اور اس معلومات کو اگلی نسل تک پہنچانا تھا۔

دوسرا باب

[امریکی انڈین مذاہب]

موجودہ امریکی انڈین تحریک نے معاصر مقامی امریکی باشندوں کی کیفیت اور ساتھ ہی ان کی ثقافت، مذاہب اور امریکی تاریخ میں ان کی شراکت میں دلچسپی پیدا کی ہے۔ ان کے ورثہ کے تقریباً ہر دوسرے پہلو کے ساتھ مقامی امریکیوں کے مذاہب کو بری طرح پیش کیا اور سمجھا گیا ہے۔
ہالی وُڈ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ ان لوگوں کے مذہب کا تعلق "عظیم روح" اور "اچھی شکار گاہ" سے ہے۔ جبکہ امریکی انڈین کے لیے غیر مرئی عالم روح کے ساتھ تعلق نہایت اہم ہے۔ "عظیم روح" اور "اچھی شکار گاہ" کی اصطلاحات تقریباً مکمل طور پر گھڑی ہوئی ہیں۔ بہت سے امریکی انڈین قبائل بنیادی طور پر طرز زندگی میں زرعی تھے اور ایک شکار گاہ میں ابدیت ان کے لیے بے معنی تھی۔
ہمیں مقامی امریکیوں کے مذہب کے بارے میں بات کرتے ہوئے آگاہ ہونا چاہیے کہ ہم پتھر کی سل کے بارے میں بات نہیں کر رہے۔ یہ لوگ جنہیں ہم امریکی انڈین کے طور شناخت کرتے ہیں پندرہ ہزار سے بیس ہزار سال پہلے اس براعظم پر پہنچے ہیں۔
ان کے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں اپنے وسائل کی قلت سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔ ہمارے پاس تقریباً بیس ہزار سال پر مشتمل امریکی انڈین زندگی کے محض آخری چار سو سال تک کی ادبی شہادتیں موجود ہیں۔ یہ تحریریں ہم تک وقتاً فوقتاً عیسائی مبلغین کے ذریعہ پہنچیں جو انڈین مذاہب کے ساتھ کم ہی ہمدرد تھے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم اس موضوع کے اپنے "علم" کے متعلق محتاط انداز میں بات کریں۔

امریکی انڈین مذاہب کو بیان کرنے کے لیے ہمارے پاس دو اہم انداز موجود ہیں: یا تو ہم تاریخ کے کسی ایک زمانے میں کسی قبیلے کے مخصوص مذہب کو بیان کر سکتے ہیں یا پھر دستیاب معلومات کے مطابق بحیثیت مجموعی مقامی امریکیوں کے مذہبی نقطہ نظر کے بارے میں بیانات جاری کر سکتے ہیں۔
ہم زیر نظر دوسرا انداز نہایت اختصار کے ساتھ اپنا رہے ہیں:

❶ ارواح پرستی ❷ دنیائے روح پر اختیار ❸ ٹیبوز ❹ رسوم ❺ فاقے اور بصیرت
❻ مذہبی قیادت ❼ دنیائے روح کے ساتھ رابطے کے دیگر ذرائع ❽ موت اور حیات بعد از موت

تقریباً ان کے سبھی مذاہب کی بنیاد گزشتہ بیان کردہ عقائد و نظریات پر مبنی ہے۔

تیسراباب

[افریقی مذاہب]

پچھلے تیس برس کے دوران یورپ کااپنی سابقہ سلطنتوں پر کنٹرول ختم ہو چکاہے اور بہت سے ممالک جو کبھی ان سلطنتوں کے ارکان تھے، نے اپنی خود مختار سلطنتوں کی تشکیل شروع کر دی ہے۔

سیاہ فام افریقہ کے سربراہان کو جاننے کی کنجی اُن کی ثقافت کے بارے میں جاننا ہے۔رسومات اور اقدار کی تفہیم میں ایک اہم قدم مذہب کابنیادی علم بھی شامل ہے۔جیساکہ دنیاکے تقریباہر دوسرے انسانوں کے ساتھ معاملہ ہے، مذہب افریقی ثقافت کاایک سنگ بنیاد ہے۔افریقہ کے مذاہب کابنیادی علم افریقہ کی ثقافتوں، خاندانی معاملات زمین سے ان کی محبت اور بلاشبہ موت اور حیات بعداز موت کے بارے میں نقطہ نظر سے آگاہ کرے گا۔

غالباایسا کوئی مذہب نہیں جس نے افریقہ کے مذاہب کی طرح قاری کے ذہن کو الجھن میں ڈال دیاہو۔ان مذاہب کے تصورات جیساکہ فلم اور مشہور ادب میں پیش کیے جاتے ہیں جو کہ بے بنیاد ہیں، در حقیقت "افریقی مذاہب" کا کوئی وجود نہیں اور عقائد ودساتیر پورے براعظم افریقہ میں وسیع پیمانے پر مختلف ہیں۔تاہم،افریقہ کے مذاہب کے مخصوص پہلوؤں کے بارے میں عمومی حقائق، نظریات اور رواج کو منظر عام پر لایااور کچھ مشہور غلط فہمیوں کو رفع کیا جاسکتاہے۔

غیر مقامی افریقی مذاھب:

اس باب میں مقامی افریقی مذاہب کے بنیادی نظریات پر زور دیاجائے گا۔تاہم، ہم متعدد ایسے غیر مقامی مذاہب کو نظرانداز نہیں کر سکتے جنہوں نے ماضی میں براعظم پر وسیع اثرات مرتب کیے اور جو مستقبل میں زیادہ اثرانداز ہو سکتے ہیں۔آج اوسطانصف افریقی آبادی کے بارے میں اندازہ لگایاگیاہے کہ وہ غیر مقامی مذاہب سے وابستہ ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

❶عیسائیت ❷اسلام ❸یہودیت کی نمایاں شاخ فلاشاس(Falashas)

مقامی مذاہب:

جب ہم مقامی افریقی مذاہب کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ہم کسی واحد مذہب الہیات، نظریہ دنیایاباطنی عقیدے کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔افریقہ ایک براعظم، جس نے کئی صدیوں سے لاکھوں لوگوں کی کفالت ہے۔بلاشبہ انسانی مذہب کی ہر قابل تصور صورت اس

بر اعظم کے لوگوں کے ذریعے سامنے آئی ہے۔

افریقی مذاہب کے بارے میں جو بھی معلوم ہے وہ جدید ماہرین بشریات کے ذریعہ اکٹھا کیا گیا یا افریقی باشندوں نے ماضی سے اسے یاد رکھا۔ مزید برآں، افریقہ کے کسی ایک گروہ کے عقائد اور دساتیر کی دوسرے گروہوں سے مماثلت ضروری نہیں۔ چنانچہ جب ہم ان مذاہب میں بنیادی تصورات کی بات کرتے ہیں تو ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ نظریات ہمیشہ عالمگیر طور پر لاگو نہیں ہوتے، عقائد کی بہت سی اقسام موجود ہیں جن میں چند یہ ہیں:

1 خدائے تعالیٰ
2 کمتر ارواح
3 اجداد پرستی
4 قربانی
5 اہم واقعات کی رسومات
6 مذہبی پیشوا

افریقی مذاہب کا مستقبل:

آج دیسی افریقی مذاہب نہ صرف اسلام اور عیسائیت کی تبلیغی کوششوں بلکہ افریقہ کی شہری توسیع اور صنعت کاری کے باعث بھی زبردست دباؤ میں ہیں کیونکہ دیسی زندگی اور رسوم کمزور پڑ رہی ہیں۔ بایں ہمہ ان مذاہب میں زندگی کے آثار بدستور موجود ہیں اور ایسے افریقی پائے جاتے ہیں جو اجداد کی روش کو جدید دنیا کی نہج پر ترجیح دیتے ہیں۔

✦دوسرا حصہ

[مشرق وسطیٰ]

بیسویں صدی میں عیسائیت اور اسلام دنیا کے کسی بھی دوسرے مذہب سے زیادہ پیروکار رکھتے ہیں جو دنیا کی کل آبادی کے نصف سے زیادہ ہیں۔
اقدار پر ان کے اثرات اور انسانیت کا درس ان کا عظیم کارنامہ ہے اور ان کا بنیادی علم ضروری ہے۔ زرتشت مت، یہودیت، عیسائیت اور
اسلام نظریۂ دنیا، اخلاقیات اور خصوصاً عالمی تاریخ کے نظریات رکھتے ہیں جو تخلیق سے شروع ہوتے اور ایک غیبی انصاف کے ساتھ ختم ہوتے ہیں ۔ لہذا ان چاروں مذاہب کا مطالعہ کرہ ارض کے لوگوں کے ماضی اور مستقبل سے حقیقی طور پر آگاہ ہونے کے خواہشمند طالب علم کے لئے ضروری ہے۔

[زرتشت مت/مجوسیت]

یہ دنیا کے قدیم ترین زندہ مذاہب میں سے ایک ہے: متفقہ تاریخ کے مطابق یہ زیادہ سے زیادہ تین ہزار سال پرانا ہے۔ بعد میں آنے والے مذاہب عیسائیت اور اسلام کے برعکس زرتشت مت آج ایک لاکھ پچاس ہزار پیروکاروں کا ایک چھوٹا سا مذہب ہے۔ بایں ہمہ دنیا کے مذاہب پر کسی بھی مطالعہ میں اسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ عالم کے طالب علم کو اس کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ فارس کی عظیم سلطنت کا مذہب تھا جو کبھی پورے مشرقی وسطی پر قابض تھا اور جس نے پانچویں صدی قبل مسیح میں یونانی شہری ریاستوں کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ فلسفے کے شوقین اس مذہب کے بانی زرتشت ۱ میں دلچسپی لیتے ہیں جسے فریڈرک نطشے نے اپنی کتاب ۲ کے میں مرکزی شخصیت کے طور پر منتخب کیا ہے۔

❶ اس مذہب کے بانی کا اصل نام غالبا"زرتشت" ہے۔اس نام کو مغربی مصنفین نے زرآشٹر "میں لاطینی صورت دی۔
❷ دیکھئے"Also Sprach Zarathustra"مصنف فریڈرک نطشے۔

"زرتشت کی تعلیمات"

خدا کی فطرت:

جو کچھ زرتشت کی زندگی کے ساتھ ہوا ویسا ہی اس کی اصل تعلیمات کے ساتھ ہوا ذرائع ناکافی اور غیر معتبر ہیں۔اس مسئلے کی اصل حقیقت یہ ہے کہ برسوں سے دیگر تعلیمات اور داستانیں اس پیغمبر کی حقیقی تعلیم میں شامل ہوتی رہی ہیں۔۔

زرتشت کے مذہب میں ایک حقیقی خدا"اہورامزدا" وہی دیوتا تھا جس کی آریائی لوگ صدیوں سے پرستش کر رہے تھے۔ زرتشت نے محض اعلان کیا کہ وہ صرف ایک خدا ہے۔ اہورا کا مطلب "آقا یا مالک" ہے اور اس ہستی کی نشاندہی کرتا ہے جس نے کائنات کو تخلیق کیا اور اس کا نگران ہے۔ ۔مزدا کا مطلب "مطلق دانش" ہے۔ لہذا اہورامزدا کو عموماً" خدائے علیم وخبیر "یا" دانشور آقا" کہا جاتا ہے۔ زرتشی مخالف اس خدا سے ہیں اور نام منسوب کرتے ہیں،

زرتشت کی اپنے خدا کی تفہیم میں اہورامزدا خود کو چھ نمائندوں کے ذریعہ انسانوں پر منکشف کرتا ہے۔ یہ "امیش سپینتا" ہے جنہیں عموماً" مقدس لافانی فرشتے" کہا جاتا ہے۔ مغربی دانشوروں نے ان چھ نمائندوں کو عیسائی نظریے کے فرشتوں یا بعض ثانوی دیوتاؤں کے ساتھ ملایا ہے۔ تاہم تمثیلی استدلال قطعی نہیں ہے۔ زرتشی کتب میں صرف چالیس فرشتوں کا ذکر ہے اور صرف تین مسلسل توجہ کا مرکز ہیں۔ یہ فرشتے سروش، "انسانیت کا نگہبان": اس کی بہن اور مونث کردار آشی ونگوہی "اچھے اعمال کی جزا دینے والی "اور مقبول عام متھرا ہیں جو ان سب میں طاقتور اور سپاہیوں کے لیے مثالی ہے۔ اسی طرح ایک خدائے شر (اہرمن) کو بھی مانتے ہیں۔

زرتشتی عبادت:

قبل از زرتشت آریائی عبادت مختلف دیوتاؤں کے لیے کی جانے والی خونی قربانیوں پر مبنی تھی مگر زرتشت نے ان طریقوں کو انقلابی طور پر تبدیل کر دیا۔ زرتشتی پوجا مرکزی طور پر اہورامزدا کے حضور سیدھے راستے پر چلنے اور برائی سے بچنے کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔ عہد حاضر میں مروج بھینٹ کی واحد صورت مقدس شعلوں میں صندل کی لکڑی نذر کرتا ہے جو زرتشتی آتش گھروں میں ہر وقت جلتی رہتی ہے۔ یہ آگ وہ پجاری جلاتے ہیں جنہیں اس مقصد کے لیے خصوصی تربیت دی گئی ہو۔ سال میں خصوصی مواقع پر زرتشتی آگ کے معبد کی زیارت کرتے، زندگی کے ہر اہم موڑ پر زرتشتی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ بچے کی پیدائش پر تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس موقع پر گھر کی چیزوں اور ماں کی تعمیر کے بارے میں زرشتی صحائف میں نہایت محتاط تعلیم دی گئی ہے۔

بلاشبہ زرتشت مت میں دیگر اہم مواقع مثلاً شادی، تعمیر کا عرصہ اور پروہتوں کے انتخاب کے موقع پر تقاریب ہوتی ہیں۔ تاہم سب سے منفرد رسم موت کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ اگر کوئی مٹی اگنی پانی اور ہوا کو زندگی کے سب سے مقدس عناصر سمجھتا اور یقین رکھتا ہے کہ لاش سب سے زیادہ آلودہ عنصر ہے تو مردے کو ٹھکانے کیسے لگایا جائے؟ جسم کو دفن اس لیے نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مٹی کو آلودہ کرتی ہے: اسے جلانے سے مقدس آتش آلودہ ہوتی ہے اور سمندر میں پھینکنے سے پانی آلودہ ہوتا ہے۔ اس مسئلے کے زرتشتی حل نے ساری دنیا کی توجہ حاصل کی۔

جب کوئی زرتشتی مرتا ہے تو لاش کو دھویا جاتا ہے ایک صاف ستھرا کپڑوں کا جوڑا انے پہنایا جاتا ہے اور مرنے والے کی کسی کو جسم کے گرد لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس خاص طہارت کی تقریب کے بعد جسم کو لاش اٹھانے والے گھر سے لے جاتے ہیں۔ ماتم کرنے والوں کے ہمراہ جسم کو ایک قطعے میں لیجایا جاتا جسے داکھمایا "خامشی کا مینار" کہا جاتا ہے۔ یہ احاطہ امریکی فٹ بال سٹیڈیم جیسا لگتا ہے۔ سوگ منانے والے اس جگہ سے چلے جاتے ہیں اور چند لمحوں کے اندر گدھ جسم پر جھپٹ پڑتے ہیں اور اس کا گوشت نوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس علاقے میں اموات کی شرح زیادہ ہو وہاں عموماً گدھ بھاری تعداد میں داکھما کے قریب جمع رہتے ہیں اور تیس منٹ کے اندر اندر وہ جسم کو بالکل چیر پھاڑ دیتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد جب سورج کی وجہ سے ہڈیاں خشک ہو جاتی ہیں تو انہیں داکھمایا کے وسطی کنویں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اس طرح زرتشتی کی لاش کو مٹی، آگ اور پانی کو آلودہ کیے بغیر ختم کر دیا جاتا۔

بعض مواقع پر غیر زرتشتی اکثریت نے اس عمل کے خلاف احتجاج کیا۔ ایسی صورتحال میں جسم کو محتاط انداز میں دفن کرنے کی اجازت ہے۔
مغرب میں رہنے والے جدید زرتشتیوں نے لاش کو الیکٹرک کے اوون کے ذریعے جلانے کا سوچا ہے تاکہ آگ آلودہ ہونے سے محفوظ رہے۔ آج زرتشت کا مذہب ایران میں معمولی اقلیت (تقریبا 11,000) ہندوستان میں بڑی اقلیت (تقریباً ایک لاکھ) اور دنیا بھر میں چند اور اقلیتی گروہوں میں موجود ہے۔

یہودیت

یہودیت کے متعلق بحث میں اس کی تعریف ہمیشہ ایک مسئلہ رہی ہے۔ اگر ہم کسی دوسرے مذہب کی طرح یہودیت کی وضاحت کریں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک یہودی دراصل وہ شخص ہے جو یہودیت کے مذہبی عقائد کے خاص فرقے کا پیروہو۔ کئی لحاظ سے یہ تعریف موزوں ہوسکتی ہے۔ ایک امریکی مصنف نے اپنی کتاب میں آٹھ مختلف قسم کے لوگوں کی فہرست بیان کی ہے جو امریکی معاشرے میں خود کو یہودی کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ بنیادپرست یہودی سے لے کر ایسے افراد تک ہیں جن کے والدین یا اجداد پیدائشی یہودی تھے۔

یہودیت کو مذہبی عقائد کے حوالے سے بیان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض لوگ ایسے ہیں جو یہودی تو کہلاتے ہیں مگر خود کو ملحد سمجھتے ہیں۔ ایڈولف ہٹلر نے یہودیت کو نسل کے حوالے سے بیان کرنا مصلحت آمیز سمجھا مگر جدید اسرائیل میں یہودی تقریباً ہر نسل کی جسمانی خصوصیات کے حامل ہیں۔ ہمیں یورپی افریقی اور مشرقی یہودی نظر آتے ہیں۔ یہودی کی شناخت اس قدر پیچیدہ ہوگئی ہے کہ کسی نے کہا ہے، ایک یہودی کوئی بھی شخص ہوسکتا ہے، کوئی بھی شخص خود کو یہودی کہلانا پسند کرسکتا ہے۔ درحقیقت یہودیت کی بالخصوص گزشتہ پچاس سالہ تاریخ اس بیان کی تصدیق کرتی ہے۔ اگر ہم یہودی کہلانے والے تمام لوگوں کے حوالے سے یہودیت کی تعریف نہیں کرسکتے تو ہم اُن لوگوں کی بات کرسکتے ہیں جو خود کو یہودیت کے حوالے سے متعارف کراتے ہیں۔ اگرچہ یہودیوں میں مذہبی رسومات بہت زیادہ مختلف ہیں مگر عموماً تمام یہودیوں کے درمیان ایک ہمہ گیر خصوصیت ایک خدا پر اعتقاد ہے جو تاریخی واقعات میں کارفرما ہے اور جس نے یہودیوں کو اپنے نمائندے کے طور پر منتخب کرلیا ہے۔ اس بنیادی اصول پر یہودیت قائم ہے۔

بائبل اجداد:

چونکہ یہودیت کا تعلق تاریخ میں خدا کی فعالیت کے ساتھ ہے لہذا یہودی عقائد اور وظائف کو تاریخی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہے۔ بائبل کے مطابق خدا نے زمین پر رہنے والے سب لوگوں میں سے صرف ایک شخص اور اس کے خاندان سے خطاب کرنا ضروری سمجھا۔ ابرہام (ابراہیم) سے یہ خطاب کتاب پیدائش 12 میں مندرج ہے۔ جس میں ابراہیم سے عہد کیا گیا کہ وہ ایک بہت بڑی قوم کے باپ بنیں گے، ایک زمین کے مالک ہوں گے اور اگر انھوں نے معاہدے کی شرائط کی پابندی کی تو وہ تمام لوگوں کے لیے رحمت بن جائیں گے۔ ابراہیم اپنے بیٹے اسحاق اور پوتے یعقوب (یا اسرائیل) اور یعقوب کے بارہ بیٹوں کے ذریعے اس وعدہ میں کامیاب ہوئے۔ ان شخصیات کو یہودی لوگوں کے اجداد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قوم کے طبعی اسلاف ہیں اور ان کی کہانیاں کتاب پیدائش باب 12 تا 50 میں ملتی ہیں۔ ابراہیم کو کالدیس کے شہر کا باشندہ بتایا گیا ہے جنہوں نے خدا کے کہنے پر اپنا گھر چھوڑا اور Fertile Crescent کی مغربی طرف سرزمین کنعان کی طرف گئے۔ اگرچہ بائبل اجداد کے مذہبی عقائد اور

وظائف کی کوئی مفصل تصویر پیش نہیں کرتی لیکن بیانیے اُن کی الہیات کے متعلق کافی کچھ منکشف کرتے ہیں۔وہ ایک خدا کی عبادت کرتے تھے جو انکی قسمتوں کا راہنما تھا۔سامیوں میں خدا کو "ایل" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔اس خدا کی پرستش قربان گاہوں میں سوختنی قربانیوں کے ذریعہ کی جاتی۔حضرت سلیمان کے عہد (961) تا 922ق م) تک اسرائیلی خدا کی عبادت کسی عمارت یا معبد میں نہیں کرتے تھے۔

خروج:

کتاب خروج کا آغاز ابرہام کے وارثوں "بنی اسرائیل" سے ہوتا ہے جو مصریوں سے اپنی آزادی کے لیے پکار رہے ہیں۔آزادی کے اس کھیل میں مرکزی شخصیت حضرت موسی ہیں۔کئی دیگر عظیم شخصیات کی طرح موسی شیر خوارگی ہی میں خطرات سے دوچار ہوئے۔

اپنے اسرائیلی ورثے کو تسلیم کرنے اور ایک غلام کے دفاع میں ایک مصری کو مارنے کے جرم میں موسیٰ کو صحرائے سینا میں بھیج دیا گیا جہاں وہ ایک گڈریے کے طور پر چالیس برس رہے۔اُس صحرا میں ابراہیم کے خدا نے موسی سے ایک جھاڑی کے پیچھے کلام کیا۔وہ جھاڑی جل گئی مگر ختم نہ ہوئی ۔خدا نے بتایا کہ اس کا نام یہواہ تھا اور اُس نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اسرائیلیوں کو غلامی سے نجات کے لیے ان کی قیادت کریں۔موٹی مصر واپس آئے اور مصریوں پر دس بڑی بلاؤں کے سلسلے کے بعد اسرائیلیوں کو نجات دلانے کے قابل ہو گئے۔آخری آزمائش مصر میں ہر گھر میں پیدا ہونے والے پہلے بچے کی ہلاکت تھی۔جب اسرائیلی مصر سے بھاگے تو فرعون نے ان کا تعاقب کیا جو ان کی آزادی کے متعلق اپنا ذہن بدل چکا تھا۔بحر احمر کا پانی یہواہ نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اسرائیلیوں نے خشک راستہ ہے۔سمندر عبور کر لیا۔جب یہ آگیا اور مصری اس مصریوں نے ان کا پیچھا کرنے کی کوشش کی تو پانی دوبارہ اپنی جگہ پر آگیا اور میں فرق ہو گئے۔یہودیوں کے مذہبی توارپیپاک کے ساتھ یہ واقعہ بھی یہودی تاریخ کا ایک ایسا حصہ بن گیا جس میں خدا نے اپنے منتخب کردہ لوگوں کو بچانے میں ان کی مدد کی۔اگلا اہم واقعہ کوہ سینا پر شریعت کا دیا جانا تھا۔اسرائیلی بحیرہ احمر کو عبور کرنے کے بعد کنعان جاتے ہوئے کوہ سینا کے پاس آئے۔اس پہاڑ سے یہواہ نے موسیٰ کے ذریعہ اسرائیلیوں سے خطاب کیا۔یہودی زندگی کی بنیاد دس قطعی فرامین پر ہے جن کا ذکر خروج (باب 20:17-1) میں ملتا ہے۔انہیں اس طرح مختصر بیان کیا جا سکتا ہے۔

1. خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔
2. میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔
3. تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔
4. تو سبت کا دن یاد کر کے پاک ماننا۔
5. تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا۔
6. تو خون ریزی نہ کرتا۔
7. تو زنا نہ کرنا۔
8. تو چوری نہ کرنا۔
9. تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔
10. تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔

عبرانی سلاطین کا مذہب:

اسرائیلیوں کے مذہب میں باقاعدہ موڑ اس وقت آیا جب حضرت داؤد اسرائیلیوں کے پہلے بار سوخ بادشاہ بنے۔ ملک کے جنوبی حصے سے تعلق رکھنے والے حضرت داؤد کو اپنی قوم کو منظم کرنے کے لیے ایک دارالحکومت اور مسلک کی ضرورت تھی۔ انہوں نے یروشلم کو منتخب کیا اور اسے دارالحکومت بنایا۔ بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ داؤد نے یروشلم میں یہواہ کے لیے ایک جلیل القدر معبد بنانے کی خواہش کی مگر انہیں روک دیا گیا۔

معبد:

معبد تعمیر کرنے کی ذمہ داری حضرت داؤد کے بیٹے اور جانشین حضرت سلیمان کے کندھوں پر آن پڑی۔ اپنے والد کی چھوڑی ہوئی جائیداد سے سلیمان نے اپنے لیے ایک محل اور اپنے خدا کی عبادت کے لیے ایک معبد تعمیر کروایا۔ حیرت انگیز طور پر اس معبد کا نقشہ الصور کے معماروں نے بنایا جو کنعانیوں اور فیقیوں کے دیوتا "بالم" کے پجاری تھے۔ معبد میں یہواہ کی عبادت ہوتی اور مقدس طاق کے سامنے رقص بھی کیے جاتے۔(سموئیل دوم 14.6)

پیغمبرانہ تحریک:

مسلک معبد کے ارتقاء کے ساتھ ہی اسرائیل کی عبادت میں ایک اور پہلو متعارف ہوا۔ بالم کی پرستش سمیت دیگر قدیم مذاہب پیغمبرانہ قیادت کو ترقی دے چکے تھے۔ اپنی ابتدائی صورت میں پیغمبر وہ ہستیاں تھیں جنہوں نے عبادت کے وجدانی پہلو کو اپنا لیا تھا۔

آخر کار اسرائیلی پیغمبرانہ تحریک کا ایک حصہ شاہی گھرانے سے منسلک ہو گیا۔ دربار کے ساتھ وابستہ ہونے والا پہلا پیغمبر ناتھن تھا جو داؤد کے دربار میں شامل تھا۔ آٹھویں صدی قبل مسیح کے سماجی اور سیاسی نشیب و فراز میں پیغمبرانہ تحریک نے چار نمایاں شخصیات---عاموس، ہوسیع،۔یسعیاہ اور میکاہ... پیدا کیں جنہیں ان کی پیش گوئیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اُس بہادری کے باعث یاد کیا جاتا ہے جس کے ساتھ انہوں نے اپنے دور کی معاشرتی بے انصافیوں کے خلاف احتجاج کیا اور خوبصورت دل موہ لینے والی زبان میں اسرائیلیوں کو اپنے خدا کی طرف لوٹ آنے کی نصیحت کی۔ قدیم اسرائیل کی پیغمبرانہ تحریک دنیا کے کسی بھی مذہب کی بنیادی اخلاقی اور ادبی اقدار میں بہت نمایاں حصہ دار ہے۔

خروج اور واپسی:

922ق م میں اسرائیلی قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ شمالی قوم اسرائیل اور دونوں میں سے بڑی اور زیادہ تخلیقی تھی۔ 721ق۔م میں آشوریوں کے ہاتھوں اس کی تباہی ہوئی اور اسرائیل کے بارہ میں سے دس قبائل تاریخ سے غائب ہو گئے۔ جنوبی قوم یہوداہ کہلانے لگی اور باقی دو قبائل پر مشتمل تھی۔ یہوداہ آشوری دور کے سالوں میں سلامت رہی لیکن 586ق م میں تو بابلی سلطنت نے انجام کار اسے تباہ کر دیا۔ بابلی فتح کے

ساتھ پر و علم شہر نیست ہو گیا، سلیمان کا معبد مسمار کر دیا گیا اور یہوداہ کے شہریوں کو قتل کیا یا قیدی بنالیا گیا۔ جب کہ شمالی قوم کو اپنی تباہی کے بعد محض علاقے سے نکلنا پڑا اور یہوداہ کی قوم حالت قید میں بھی اپنی شناخت رواج اور مذہب کے ساتھ چمٹی رہی۔ اس کی قیادت ایک پیغمبر اور پادری حزقی ایل نے کی۔ حزقی ایل اور دیگر لوگوں نے قید میں یہودیوں کی شناخت کو اس طرح تشخص دیا کہ جب 538 ق م میں فارسیوں نے بابلیوں پر غلبہ پایا تو بہت سے یہودی آزاد ہو گئے اور اپنی زندگیوں اور معبدوں کی تعمیر نو کے لیے یروشلم واپس لوٹ گئے۔

[مذہبی دستور]

کنشت (The Synagogue)

اجتماعی عبادت کے لیے معبد حاصل نہ کر سکنے اور روم ایتھنز اور اسکندریہ کے رہنے والے یہودیوں کے لیے خونی قربانیوں کے مناسب نہ ہونے کی وجہ سے اسرائیل سے باہر کے یہودیوں نے کنشت کا اہتمام کیا۔ انگریزی لفظ Synagogue یونانی لفظ Synagoge سے ماخوذ ہے جس کا مطلب "اجتماع" ہے۔

مشنہ (The Mishnah)

دوسری صدی عیسوی کے دوران یہودیوں کا عظیم ترین سربراہ یھوداہ بانای یھوداہ شہزادہ) تھا۔ "یہودیت کے لیے یہوداہ کا سب سے بڑا کارنامہ شریعت کے متعلق تمام تفسیر کو اکٹھا کرنا تھا جو عزرا کے دور سے لکھی جاتی رہی تھیں۔ اس تفسیر کو چھ جلدوں پر مشتمل رسالوں کے ایک سلسلہ میں جمع کیا گیا۔ اس مجموعے کو مشنہ (یاد کرنا یا دہرانا) کہا جاتا تھا اور یہ یہودیت کی تاریخ میں ایک عظیم ادبی سنگ میل بن گیا۔

تالمود (The Talmud)

بابلی یہودی برادری میں خدا کی شریعت پر بحث جاری رہی۔ مزید تعبیری توضیحی اور واعظانہ مواد کو "گیمارا" (مطالعہ) کے عنوان کے تحت اکٹھا کیا گیا۔ گیمارا مشنہ اور تورات پر اضافی تفسیر سے کہیں زیادہ تھی یہ ادب ہی تھا جس نے یہودی زندگی کے ہر دور سے تعلق قائم رکھا۔ گیمارا فلسطینیوں اور بابلی برادریوں میں پروان چڑھی۔

میشنہ کے اندر گیمارا کو شامل کرنے کے نتیجے میں تالمود نے جنم لیا، مشنہ مکمل طور پر عبرانی زبان میں لکھی گئی ہے۔ بابلی تالمود نسبتاً بڑی اور پر اثر ہے اس میں تقریباً 25 لاکھ الفاظ ہیں)۔ یہ 500ء میں مکمل ہوئی۔ زبانی شریعت کے طور پر تالمود یہودیت میں سب سے اہم غیر بائبلی کتاب بن گئی۔

[یہودیت اور جدید دنیا]

اسرائیل کی ریاست:

جنگ عظیم دوم کے فورابعد اسرائیل کی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔1947ء میں اقوام متحدہ نے فلسطین کو یہودی اور ایک عرب ریاست میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا۔انگریز مئی 1948ء میں فلسطین سے چلے گئے اور فوراہی اسرائیلیوں نے اس ریاست کے حقدار ہونے کا دعوی کر دیا۔ امریکہ اور روس نے اس بات پر آپس میں مقابلہ کیا کہ نئی قوم کو پہلے کون تسلیم کرتا ہے۔بد قسمتی سے اسرائیل کی ریاست بننے کے ساتھ ہزاروں فلسطینی عرب اپنے گھروں سے نکل کر ایک نئی قوم بن گئے-1948ء سے اب تک ان میں سے بہت سوں نے مختلف پناہ گزین کیمپوں میں خوفناک زندگی گزاری ہے۔1967ء کی جنگ کے دوران علاقے کے کچھ حصے (جن پر پہلے عرب اقوام کا قبضہ تھا) بشمول پرانا یروشلم شہر اور یہودیوں کی مقدس زیارت گاہ دیوار گریہ بھی اسرائیلیوں کو مل گئے۔یروشلم شہر اور اُردن کے مغربی کنارے نیز فلسطینی پناہ گزینوں کی مشکلات کا منصفانہ حل بدستور سنگین مسائل ہیں۔

یہودیت کے موجودہ فرقے:

حالیہ اعداد وشمار کے مطابق دنیامیں 1 کروڑ چوالیس لاکھ 35 ہزار نو سو یہودی ہیں۔اسرائیل میں 30 لاکھ روس میں 26 لاکھ میں ہزار اور امریکہ میں 58,70,000 آباد ہیں۔دنیامیں سب سے زیادہ یہودی نیویارک شہر میں ہیں جہاں ان کی تعداد 18,36,000 ہے۔جیساکہ پہلے ذکر ہو چکاہے، یہودی کی اصطلاح اپنے اندر کثیر مذہبی وظائف اور عقائد کو سمیٹے ہوئے ہے۔دنیابھر کے یہودی اپنے عقائد اور وظائف کے لحاظ سے متعدد حصوں میں منقسم ہیں۔

(بنیادپرست) کہلانے والوں کی تعداد یہودیت میں سب سے زیادہ ہے۔یہ لوگ بائیبلی اور تالمودی یہودیت کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ سبت کی پابندی کے ساتھ ساتھ حلال خوراک پر زور دیتے ہیں۔

(اصلاحی) یہودیت بنیادی طور پر امریکہ اور یورپ میں مقبول ہے۔یہ یہودی عقائد و وظائف میں ہر ممکن حد تک جدید ہونے کی کوشش کرتی ہے۔اس کی عبادت عموماجو کی شاموں میں ہوتی ہے اور اس کے کنشت معبد کہلاتی ہیں۔(راسخ العقیدہ) اور اصلاحی یہودیت کے درمیان رجعت پسند تحریک ہے۔اس نے باقی دونوں فرقوں کے برعکس ایک تیسرا درمیانی راستہ اختیار کیا۔

یہودیوں کے مقدس دن:

❶ -سبت ❷ -پیساک ❸ -ہفتوں کا تہوار ❹ ٤-سال نو ❺ -یوم کفارہ ❻ -سوکوتھ ❼ -بار متزِواہ

چھٹا باب

[عیسائیت]

اپنے پیرو کاروں کی تعداد کے اعتبار سے عیسائیت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ 1972ء میں رومن کیتھولک، مشرقی آرتھوڈوکس اور پروٹسٹنٹ گے گروہوں کی تھا 98,53,63,400 تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ زمین پر بسنے والے تقریباً ہر تین افراد کیا سے ایک کا تعلق کسی نہ کسی طرح عیسائیت سے ہے۔ عمومی لحاظ سے عیسائیوں میں مسیح ناصری کی انفرادیت کے بارے میں ایک عقیدہ مشترک ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے ذریعہ انسانیت کا کفارہ ادا کیا اور خود دوبارہ جی اٹھے۔ عیسائی لوگ مذہب میں داخلے کے لیے بپتسمہ پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

حضرت عیسی کے حالات زندگی وتعلیمات:

حضرت عیسی کے حالات زندگی کے بارے میں واحد حقیقت یہ ہے کہ عیسائی کہلانے والے لوگوں کا ایک گروہ 60ء تا 65ء کے لگ بھگ رومن سلطنت میں متعارف ہونا شروع ہوا اور انہوں نے ایک ایسی سلطنت میں جارحیت اور قتل وغارت کا مظاہرہ کیا جہاں مذہبی اختلافات کو عموماً برداشت کیا جاتا تھا۔ عیسائیت بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری قتل وغارت کا سبب بنی مگر اپنی نشوونما جاری رکھی: یہاں تک کہ چوتھی صدی میں بالاخر یہ رومن سلطنت کے بقیہ کا سرکاری مذہب بن گئی۔ ابتدائی عیسائیوں کے معرض وجود کا مرکزی نظریہ یہ تھا کہ مسیح ناصری کو یروشلم میں پونتینس پیلاتے کے دور حکومت میں صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ دوبارہ جی اٹھے۔ ان کی وفات کے تقریباً چالیس برس بعد اس گروہ کے ارکان نے حضرت عیسی کے بارے میں ان کی موت اور حیات نو کو مرکز بنا کر سوانحی بیانات لکھنا شروع کیے۔ جدید تحقیق متفق ہے کہ مرقس کی انجیل 70ء میں لکھی گئی۔ چرچ کے پاس محفوظ چار انجیلوں میں سے یہ مختصر ترین ہے۔ مرقس کے بعد متی اور لوقا کی انجیل آئی اور یہ دونوں 85ء میں لکھی گئی تھیں، اور اس کے بعد 90ء اور 100ء کے درمیان یوحنا کی انجیل آئی۔ درحقیقت انجیل کی یہ کتب سوانح عمری نہیں ہیں بلکہ حضرت عیسی کی زندگی کے آخری چند مہینوں سے متعلق ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے بچپن یا لڑکپن کو شاذ ہی بیان کیا گیا ہے۔

درحقیقت اناجیل کے مطابق حضرت عیسی کی تعلیمات کے بہت سے پہلو ہیں۔ تمام عظیم مبلغین کی طرح اُن کا تعلق انسانی اقدار سے تھا۔ اناجیل بتاتی ہیں کہ حضرت عیسی معجزے دکھاتے تھے۔ انہوں نے بیماروں اندھوں اور لنگڑوں کو شفادی: بھوکے کو کھانا دیا: مردوں کو زندہ کیا: بلاؤں کو رفع کیا، وہ پانیوں پر چلے اور طوفانوں کو تھما دیا۔ معجزات حضرت عیسی کی دنیا کا حقیقی حصہ تھے۔ انہوں نے خاموشی کے ساتھ اپنا کام جاری رکھا اور متواتر معجزے دکھائے۔ عوامی تبلیغ کے کچھ عرصہ بعد حضرت عیسیٰ کی مخالفت شروع ہو گئی۔ اُن کے لیے ضروری ہو گیا کہ وہ تھوڑے

عرصہ بعد دوستوں، دشمنوں اور باقی متعلقہ افراد کے ہجوم سے نکل جایا کریں۔ ایسے ہی ایک موقع پر وہ اپنے قریب ترین ساتھیوں کے ہمراہ تنہائی کے لیے شمالی علاقے (قیصریہ فلپی) کی طرف چلے گئے۔ یہاں انہوں نے اپنے شاگردوں سے پوچھا:

لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا کہ "یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاء اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔" اُس نے اُن سے پوچھا، لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟'' پطرس نے جواب میں

اُس سے کہا "تو مسیح ہے۔" اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے خود اور ان کے شاگردوں نے بھی انہیں پیغمبر اور مسیح تسلیم کر لیا۔ انہوں نے خبردار کیا کہ وہ جلد ہی یروشلم جائیں گے اور انہیں موت کی سزا دی جائے گی۔

جمعرات کی شام کو حضرت عیسیٰ یروعلم آئے اور اپنے حواریوں کے ساتھ آخری کھانا کھایا۔ انہوں نے حواریوں کے ساتھ کھانا اور مشروب لیا اور اشارہ "کہا کہ یہ اُن کے شکستہ جسم اور بہتے خون کی علامات ہیں۔ کھانے کے بعد حضرت مینی اور ان کے حواری شہر سے باہر گئے جہاں انہوں نے چند گھنٹوں کے لیے عبادت کی۔ یہاں مسیح کے ایک قریب ترین حواری یہودہ نے انہیں دھوکا دیا اور مسیح کو معبد کے پہرے داروں نے گرفتار کر لیا۔ انہیں اگلی صبح سویرے یہودی عدالت عالیہ سنہیدرن میں پیش کیا گیا۔ یہ عدالتی تحقیقات کئی مزید پڑتالوں، پوچھ کچھ اور مار پیٹ کے ساتھ جاری رہیں۔ آخرکار صبح نو بجے انہیں شہر سے باہر بھیج دیا گیا اور دو باغیوں سمیت مصلوب کر دیا گیا۔ اناجیل بتاتی ہیں کہ حضرت مسیح کی وفات کے دوران کئی ایک ہیبت ناک واقعات رونما ہوئے۔ صبح تین بجے کے قریب ان کی روح پرواز کر گئی۔ انہیں صلیب سے اتار کر ایک قریبی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ عیسائی عقیدہ کے مطابق اتوار کے روز صبح سویرے جب عورتیں ان کی قبر پر آئیں تو انہوں نے قبر کو خالی پایا۔ اگلے واقعات کے بارے میں چاروں اناجیل کا مطالعہ پیچیدہ ہے۔ مرقس کے مطابق عورتوں نے قبر خالی پا کر ایک نوجوان سے اس کے متعلق پوچھا جس نے بتایا کہ مسیح قبر سے اٹھ کر گلیلی کی طرف چلے گئے ہیں۔ دیگر اناجیل زیادہ اور کمیل میں واضح تفصیلات پیش کرتی ہیں۔ ان کے مطابق حضرت مسیح اگلے چالیس روز تک یروشلم مختلف اوقات میں نظر آتے رہے۔ آخرکار انہوں نے اپنے دوستوں کو یروشلم سے باہر کوہ زیتون (Mount of Olives) پر اکٹھا کیا اور آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ تمام اناجیل متفق ہیں کہ قبر خالی تھی اور حضرت مسیح نے موت پر فتح پائی تھی۔

[ابتدائی عیسائیت]

یروشلم کا کلیسیاء:

حضرت عیسیٰ کی حیات نو اور اوپر اٹھنے کے بعد ان کے پیروکار یروشلم میں اکٹھے ہوئے۔ کلیسیاء کے متعلق ہمیں عہد نامہ جدید میں "رسولوں کے اعمال" کے زیر عنوان معلومات ملتی ہیں۔ اس گروہ کی قیادت بظاہر دو افراد کے پاس تھی۔ پہلا شخص سائن پیٹر (پطرس) تھا جو حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے تھا۔ اگرچہ یہ تنظیم ابتداء میں مضبوط نہ تھی مگر پیٹر یقیناً کلیسیاء کا بنیادی ترجمان تھا۔ حضرت عیسی کے باقی شاگردوں کا ذکر "اعمال" میں ملتا ہے مگر کسی کے پاس پیٹر جیسا عہدہ نہ تھا۔

دوسرااہم وخص حضرت عیسی کا سوتیلا بھائی جیمز تھا جس کو یروشلم میں زیادہ سے زیادہ اثرورسوخ حاصل ہوتا گیا۔روایت بتاتی ہے کہ حضرت عیسی کی تبلیغی سرگرمی کے دوران جیمز انکا پیروکار نہ تھا بلکہ اُس نے ان کی حیات نو کے بعد عیسائیت قبول کی۔جب پیر دیگر برادریوں کی طرف گیا تو جیمز نے یروشلم کلیسیاء کی قیادت سنبھال لی۔ان دونوں کے علاوہ کوئی سرکاری قیادت نظر نہیں آتی۔

عہد نامہ جدید کی تدوین:

ابتدائی کلیسیاء کی بائبل یہودی بائبل تھی۔عیسائی۔سعیاہ،میگاہ اور زکریاہ پیغمبروں کی تعلیم کو پڑھتے اور ان میں حضرت عیسیٰ کی زندگی کی پیشگوئی دیکھتے ہیں۔سال گزرنے کے ساتھ ساتھ عیسائی ادب ترقی پانا شروع ہوا۔ابتدائی عیسائی تحریر میں وہ خطوط تھے جو سینٹ پال نے مختلف عیسائی جماعتوں کو لکھے۔یہ خطوط پہلی صدی کی پچاس اور ساٹھ کی دہائی میں شروع ہوئے۔عہد نامہ جدید کی موجودہ ستائیس کتابوں میں سے چودہ یہی خطوط ہیں جو پال نے لکھے اگرچہ جدید تحقیق اس بات کو رد کرتی ہے کہ تمام خطوط انکے قلم سے تحریر شدہ ہیں۔
یوحنا کی انجیل مواد ترتیب اور تعلیم کے لحاظ سے دیگر اناجیل سے مختلف ہے۔اسے تقریبا90ءاور 100ء کے درمیانی عرصہ میں لکھا گیا اگرچہ اس کی تاریخ کسی بھی لحاظ سے قطعی نہیں ہے۔رسولوں کے اعمال لوقا کے مصنف نے غالبا اس انجیل کے تسلسل میں لکھے۔غیر موسوم مصنفین کے دیگر خطوط غالبا90ءاور 150ء کے درمیان لکھے گئے اور عہد نامہ جدید میں آٹھ کتب پر مشتمل ہیں۔ان کتب کے علاوہ کئی اور خطوط اناجیل اور تواریخ لکھی گئیں۔

پروٹسٹنٹ اصلاحی تحریک:

سولہویں صدی میں مغربی کلیسیاء ایسے بحران کا شکار ہوئی جس کے بعد وہ کبھی مکمل طور پر بحال نہ ہو سکی۔اس انقلاب کو اصلاح کہا جاتا رہا ہے مگر یہ اصلاحی عیسائیت سے کہیں دور نکل گئی:اس نے یورپ پر اس کے منظم اقتدار کو تباہ کیا،اس کے اختیار کو چیلنج کیا اور صدیوں تک اس کا اثر زائل کیے رکھا۔اس انقلاب کی کئی ایک اور مختلف پیچیدہ وجوہ ہیں۔تاہم،مرکزی وجوہ یورپی قومیت پرستی نشاۃ ثانیہ کی نئی تعلیم اور پاپائیت کا خاتمہ تھیں۔

جدید عیسائیت:

دنیا کے دیگر تمام بڑے مذاہب کی طرح عیسائیت کو جدید دنیا کے مسائل اور چیلنج کے ساتھ نمٹنے پر مجبور کیا جاتا رہا ہے۔تاہم دور جدید میں داخل ہونے پر عیسائیت کو سب سے پہلے اصلاح کے مسئلے پر قابو پانا تھا۔

کیتھولک جوابی اصلاح:

سولہویں صدی کے کیتھولک کلیسیاء کے اندر مسائل صرف پروٹسٹس کو ہی نظر نہیں آئے تھے۔دیگر فرقے بھی لوتھر اور کالیون کو تحریک دینے والی شکایات سے آگاہ تھے مگر انہوں نے عیسائیت کی ایک اور صورت تشکیل دیئے بغیر کلیسیاء کو پاک کرنے کی خواہش کی۔وہ کسی باقاعدہ انقلاب

کے بغیر اصلاح کے خواہشمند تھے۔ یہ لوگ رومن کیتھولک کلیسیاء میں شامل رہے اور پروٹسٹنٹ اصلاح کے رد عمل میں جوابی اصلاح کی خواہش کی۔ کیتھولک جوابی اصلاحات کا ایک اور نتیجہ یسوعی برادری (Jesuits) کا قیام تھا۔ اس برادری کا بانی سپین کا ایک مشخص اگنیشئس لویولا (1556ء-1491ء) تھا جس کا پہلا کیریئر فوج تھا۔

ساتواں باب

[دین اسلام]

{لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ}

اسلام دنیا کے بڑے مذاہب میں سب سے کم عمر مذہب ہے۔ یہ افریقہ میں اپنی تبلیغی سرگرمی کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھنے والا اور مشرق وسطی وافریقہ کی نام نہاد تیسری دنیا کی اقوام کا نمایاں اور غالب مذہب ہے۔ مزید برآں یہ دنیا کے تمام مذاہب میں نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔ یہ عناصر بانی اسلام کی ہمہ جہت شخصیت اور ایک تیز ترین اشاعتی دور کے ساتھ مل کر اسلام کو مذاہب عالم میں ایک دلچسپ اور اہم ترین مذہب بناتے ہیں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ خدا صرف ایک ہے، جسے اللہ کہتے ہیں اور یہ وہی خدا ہے جس کی دیگر مذاہب میں دوسرے ناموں کے تحت عبادت کی جاتی ہے۔ وہ کائنات کا قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ ہے۔ اگرچہ اللہ تعالی نے مختلف اوقات میں دیگر پیغمبروں کے ذریعہ خود کو متعارف کرایا ہے مگر اُس کی بہترین اور آخری وحی ساتویں صدی عیسوی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تھی۔ اُن تعلیمات کے مطابق اہل ایمان کے پاس صرف ایک زندگی ہے۔ اس زندگی کے بسر کرنے پر ہی ان کی ابد زندگی کا انحصار ہے۔ اس ایک زندگی میں مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر جھکا دینا چاہیے۔ اس لیے اس مذہب کے پیروکار مسلمان (اطاعت گزار) کہلاتے ہیں۔

تاریخی پس منظر:

فلپ کے حِتی لکھتا ہے: "عربوں کے نام کے گرد وہ ہالہ نور ہے جس کا تعلق فاتحین عالم ہے۔ یہ لوگ اپنے عروج کے ایک سو سال بعد بحر اوقیانوس سے لے کر چین کی سرحدوں تک وسیع سلطنت کے مالک بن گئے جو روم کی سلطنت کے عہد عروج سے بھی عظیم تر تھی۔ ناقابل پیشگوئی توسیع کے اس دور میں انہوں نے اپنے عقیدے، زبان اور حتی کہ طبعی عناصر میں بھی پہلے سے کہیں زیادہ غیر ملکیوں کو شامل کر لیا، بشمول ہیلینیائی، رومن اینگلو ساکسن یا روسیوں کے"

اسلام کا ظہور ساتویں صدی عیسوی میں عرب میں ہوا۔ مسلمانوں کے مطابق اسلام کی کہانی چھٹی صدی کے حضرت محمد ﷺ سے نہیں بلکہ اللہ تعالی سے شروع ہوتی

ہے۔ کتاب پیدائش کا آغاز "شروع میں خدا..." سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید اس سے متفق ہے۔ اللہ لفظ کے استعمال میں محض اختلاف ہے۔ "اللہ" "ال (خاص) الہ (خدا) سے مل کر بنا ہے۔ اللہ کا مطلب ہے "خدائے واحد۔" پھر اللہ نے کائنات کو تخلیق کیا اور اس کے بعد انسان کو۔ اس پہلے انسان کا نام آدم ہے۔ آدم کے جانشینوں میں سے نوح علیہ السلام تھے جن کا بیٹا شیم (Shem) تھا۔ شیم کی اولاد ابراہیم علیہ اسلام سے آکر ملتی ہے۔ ابراہیم کی شادی سارہ سے ہوئی جس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو بڑھانے کے لیے بی بی ہاجرہ سے شادی کی۔ حضرت ہاجرہ نے بیٹے "اسماعیل" کو جنم دیا جبکہ سارہ کو بھی اسحاق نامی بیٹا دیا گیا۔ قرآن کے مطابق اسماعیل علیہ السلام مکہ چلے گئے اور ان کی اولاد مسلمان ہوئی، جبکہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد یہودی ہو گئی اور وہ فلسطین میں قیام پذیر رہی۔

ختم نبوت ﷺ :

عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے چھٹی صدی کے نصف آخر میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ آپ میں تعلیم سے قبل بھی اللہ کی طرف سے رسول آتے رہے مگر آپ کا رتبہ سب سے بلند تھا اس لیے آپ کو افضل ترین نبی مانا جاتا ہے۔

632ء میں آنحضرت ﷺ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ مل کر مکہ کی طرف ایک اور حج کا قصد کیا۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت 63 برس اور صحت کمزور تھی۔ اس موقع پر آپ مسلم نے خطبۂ الوداع دیا۔ جس میں آپ نے مندرجہ ذیل اصول قائم کیے:

❶- قیامت تک کے لیے تمہارا خون اور مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے۔

❷- تم اپنے رب سے ملوگے اور وہ تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ ❸- جس کے پاس کوئی امانت ہو اسے چاہیے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو واپس کر دے۔ ❹- ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ ❺- جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ان کا ہر گز انتقام نہ لیا جائے۔ ❻- اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے۔ ❼- تمہاری بیویوں پر تمہارا اور تم پر ان کا حق ہے۔ ❽- ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

مدینہ واپس آنے پر آنحضور ﷺ نے مسلمانوں سے ایک الوداعی خطاب کیا پھر اپنی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں وفات پا گئے۔

۔آپ کی وفات کے بعد اب سلسلۂ نبوت ختم ہو چکا آپ نے شریعت کی مکمل تعلیم کی تکمیل کر دی اور اب جنت میں جانے اور جہنم کی آگ سے بچنے کا وہی اکلوتا راستہ ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن و صحیح احادیث کی روشنی میں ہم تک پہنچا دیا اور آپ کے بعد آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس دین اسلام کے راستے پر عمل کر کے دیکھا دیا اب انسانیت کی نجات صرف یہی ایک راستہ ہے۔

قرآن مجید:

اسلام کی مقدس کتاب قرآن کہلاتی ہے۔ قرآن کا لفظی مطلب "پڑھنا" یا "بار دہرانا ہے۔ لہٰذا عنوان اس بنیادی عقیدے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تمام مسلمان اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ یہ آسمان میں لکھی جانے والی ابدی مقدس کتاب ہے اور اسے بتدریج آنحضرت محمد ﷺ پر

وحی کے ذریعے نازل کیا گیا۔ یہ عنوان "قرآن" پہلی سورۃ یا وحی کے پہلے الفاظ کی بھی عکاسی کرتا ہے، "اقرأ باسم ربک الذی خلق" یعنی پڑھ اللہ کے نام سے جس نے انسان کو پیدا کیا..... کسی الہامی کتاب نے اپنے ایمان لانے والوں کو اس قدر متاثر نہ کیا جتنا قرآن نے کیا—یقیناً کوئی کتاب اتنی زیادہ نہ پڑھی گئی ہے اور نہ اسے اتنا زیادہ اہتمام سے حفظ کیا گیا ہے!

قرآن مجید کو سورتوں کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کے بعد قرآن پاک کو سورتوں کی طوالت کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ شروع میں لمبی سورتیں اور آخر میں چھوٹی سورتیں رکھی گئی ہیں۔ سب سے طویل سورۃ (البقرۃ) میں 287 آیات اور سب سے چھوٹی سورۃ (الکوثر) صرف تین آیات پر مشتمل ہے۔

اسلام کا تصور خدا:

قرآن مجید چونکہ اللہ کی کتاب ہے لہٰذا اس کی تعلیمات تمام مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم بن جاتی ہیں کہ اللہ تعالی لوگوں سے کس قسم کی زندگی بسر کرنے اور انسانیت کی ابدی تقدیر کی توقع کرتا ہے۔ اللہ تعالی تمام کائنات کا قادر مطلق ہے مذہب اسلام توحید پر سختی سے زور دیتا ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ کثرت پرستوں اور عیسائیوں کے برخلاف مسلمان ایک کامل ابدی اور لاشریک خدا مانتے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب میں سے صرف یہودیت ایسی قطعی واحدانیت کی قائل ہے۔

قضا و قدر:

قرآن مجید میں بیان ہے کہ تمام انسان اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور انہیں اس کی اطاعت کرنا چاہیے۔ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے والے نیک لوگوں کو اس کی رضا کے آگے سر جھکانا چاہیے۔ خدا تعالی کی قدرت اور بادشاہت کے باعث اس مذہب کو بیان کرنے کے لیے "تقدیر پرستی" اور "قضا و قدر" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کے سامنے خیر اور شر کی دونوں راہیں رکھی ہیں اور اُس کو اختیار ہے جس کو چاہے اپنائے اس حوالے سے انسان مکمل طور پر آزاد ہے۔

معادیات:

اللہ تعالی کی طرف سے حشر کے روز جزا و سزا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ یہ عقیدہ اسلام سے قبل بھی رائج تھا مگر اسلام میں آخرت پر ایمان لانا واجب ہے۔ قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ موت کے بعد انسان کا جسم زمین میں چلا جاتا۔ ہے اور اس کی روح حیات نو تک نیند کی کیفیت میں رہتی ہے۔ روز حشر اللہ کا ایک فرشتہ صور پھونکے گا زمین ٹوٹ پھوٹ جائے گی اور جسم اپنی روحوں سے دوبارہ جا ملیں گے۔

[اسلام کے پانچ ستون]

❶توحید (اقرار کلمہ شہادت) ❷صلاۃ (نماز) ❸زکٰوۃ ❹صوم (روزہ) ❺حج

مسلمانوں کی ممنوعات:

قرآن مجید اور مسلمانوں کی روایت میں امتناعات کا ایک طویل سلسلہ قائم ہے۔ سب سے پہلے اسلام میں شرک اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پوجنا اور اس سے مدد طلب کرنا حرام ہے جو اسکے ساتھ غیروں کو بھی اولیاء بناتا ہے اسکے لئے ہمیشہ کی جہنم ہے، ماں باپ کی نافرمانی اور ان سے بدسلوکی حرام ہے چوری، زناکاری، سور کا گوشت اسلام میں منع ہے کیونکہ یہ سب سے پلید ہوتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے برخلاف اسلام میں شراب حرام ہے۔ جواء بازی بھی اسلام میں سختی سے منع ہے۔

جہاد:

جب مسلمانوں پر ظلم و تشدد کیا جائے اور اسلام کی تعلیمات کو تسلیم سے بھی انکار کیا جائے ساتھ ہی مسلمانوں کو اسلامی شریعت پر عمل پیرا نہ ہونے دیا جائے تو مسلمان اللہ کے نام اور اسکے دین کی بقا کے خاطر مشرکین سے لڑائی کرنے کو مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دنوں میں جہاد کا مطالبہ کیا گیا اور اسلام کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ جہاد بھی پھیلتا گیا۔ جہاد میں فتح یاب ہو کر لوٹ آنے والا غازی کہلاتا ہے اور میدان جنگ میں شہید ہونے والے کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ جہاد مخصوص حالات میں مخصوص شروط کے ساتھ فرض کیا گیا لہذا اس کی حرمت اور تقدس کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

اسلام کی اشاعت:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسلام نے عرب ریاستوں کو فتح اور متحد کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ میں تعلیم کی وفات کے بعد یہ تحریک پھیلتے ہوئے عرب سے باہر نکل گئی۔ 634ء میں دمشق: 636ء میں فارس اور 638ء میں یروشلم نے اسلام قبول کیا، مصر بھی 640ء میں فتح کر لیا گیا۔ بعد کی دہائیوں میں اسلام نے اپنی فتوحات کو استحکام دیا۔ ساتویں صدی کے آخر تک شمالی افریقہ کے بیشتر علاقے مسلمان ہو گئے۔ 711ء میں مسلمان سپین میں داخل ہوئے جہاں انہوں نے اگلے سات سو سال تک حکومت کی۔ 732ء میں چارلس مارٹل نے جنگ تور کے ذریعہ انہیں یورپ میں مزید فتوحات سے روک دیا۔ مگر اس جنگ کے لیے یورپ کا مذہبی ورثہ عیسائیوں کے بجائے مسلمان ہی تھے۔ قسطنطنیہ میں 1453ء تک مسلمانوں کے حملوں کی مزاحمت کی گئی۔ صقلیہ کو نویں صدی میں فتح کر لیا گیا اور چین، شمالی افریقہ اور مشرق وسطی میں اسلامی

ریاستوں کے استحکام سے مسلمانوں نے مشرق کی طرف رخ کیا۔ گیارہویں صدی میں بغداد کی خلافت نے اپنی فتوحات کو ہندوستان اور چین تک بڑھادیا۔ آج ہندوستان کا بڑاحصہ مسلمان ہے اور چین میں ایک اندازے کے مطابق 3 کروڑ مسلمان ہیں۔ چودھویں صدی میں انڈونیشیا بھی اسلام کے دائرے میں داخل ہوگیااور پندرہویں اور سولہویں صدیوں میں اسلام نے بحر الکاہل کے جزائر میں لوگوں کو مسلمان کیا۔ اُنیسویں صدی کے آخر تک مسلمان دنیاان حدود کے اندر رہی۔ تب افریقہ میں تبلیغی سرگرمی شروع ہوئی اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

خلافت:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان شدید تذبذب کا شکار ہوئے، لیکن کچھ دیر بعد طے پاگیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی مسلمانوں کے پہلے خلیفہ ہوں گے۔ انکے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور چھوتے خلیفہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بنے انہی چار خلیفہ کو "الخلفاء الراشدین" کا لقب ملا۔

661ءاور 750ءعیسوی کے درمیان اسلام پر اُموی خلفاء کی حکومت تھی جنہوں نے اپنا صدر مقام دمشق (شام) کو بنایا- اُموی خلفاء بادشاہوں کی طرح حکومت کرنے علاقے فتح کرنے اور مال غنیمت بانٹنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ اُن کے بعد سلطنت عباسیہ آئی جس نے 750ءاور 1258ءتک بغداد سے حکومت کی۔ عباسیوں نے اُمویوں کو بھی پیچھے چھوڑااور ایسی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی جس کا انداز آپ الف لیلیٰ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عباسی خلافت کے دور میں ہی اسلام اپنی تہذیب کی رفعت کو پہنچا۔ بغداد میں ہی یہودیوں اور مسلمانوں نے مل کر یونانی فلسفیوں اور سائنس دانوں کی کتابوں کا مطالعہ کیااور انہیں محفوظ کیا۔ تاہم، دسویں صدی کے بعد مسلم تہذیب کا عہد زریں زوال پذیر ہوااور خلافت اپنی طاقت کھونے لگی۔ عباسیوں کی جگہ محل کی ترکوں نے لی جنہوں نے مصر سے مسلم سلطنت پر حکومت کی۔ مملوکیوں کی جگہ سولہویں صدی میں عثمانی ترک آئے جنہوں نے خلیفہ کے لقب کو ترکی کے سلطان کا ہم معنی بتادیا۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد جب سلطنت عثمانیہ ٹوٹی تو خلافت بھی معدوم ہوگئی۔ تاہم تب سے یہ محض ایک لقب ہے جو اپنے اندر وہ جلال اور طاقت نہیں رکھتا جو اسے عباسی خلفاء کے دنوں میں حاصل تھی۔

اسلام اور جدید دنیا:

خلافت بغداد کی رفعتوں سے بعد کے سالوں میں اسلام نسبتا معمول کی روش پر چلنے لگا، بارہویں اور تیرہویں صدیوں میں فلسطین میں مقدس مقامات کی خاطر عیسائی ملیوں کے ساتھ جنگیں ہوئی جنہوں نے ایک غیر معمولی مسلمان راہنماصلاح الدین کو پیدا کیا اسلام مشرق میں ہندوستان، چین اور بحر الکاہل کے جزائر میں پھیل چکا تھااور سولویں صدی میں سلطنت عثمانیہ نے ترقی کی تھی، لیکن بحیثیت مجموعی اسلام کبھی دولت طاقت اور حیات عقلیہ کے اُس سنہری دور تک نہ پہنچ سکا جو اسے عباسی خلفاء کے دور میں حاصل ہوئی تھی۔

بیسویں صدی میں اسلام کی حیات نو کا واضح ترین نتیجہ افریقہ میں اس کی نہایت فعال تبلیغی تحریک ہے۔ صحرائے صحارا کے جنوب میں مسلم مبلغین کی تحریک انیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوئی جب غلاموں کی تجارت کا خاتمہ ہوا اور سیاہ فاموں کی تبدیلی مذہب ممکن ہوئی۔ تاہم، اسلام ساتویں صدی سے افریقہ کے مختلف علاقوں میں موجود رہا ہے۔ سب سے پہلے شمالی افریقہ فتح اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ اندرونی علاقے بالخصوص شہر بھی طویل عرصہ تک مسلم اثر ورسوخ کے مطیع رہے، مسلمان تاجروں نے براعظم کے متعدد علاقوں میں کام کیا۔ پھر اٹھارہویں اور انیسویں صدیوں میں یورپی اقوام کی آبادیاتی قوتوں نے مسلم تبلیغی سرگرمی کو اندرونی علاقوں میں ممکن بنایا۔ اسلام میں رنگ یا نسل کا کوئی تعصب موجود نہیں، اس لیے اسے دنیا کے ایسے لوگوں کے مذہب کے طور پر تصور کیا جاسکتا ہے جنہیں عیسائی آبادیاتی طاقتوں نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ گذشتہ پچاس سال کے دوران مسلمان مبلعین افریقہ میں اس قدر موثر رہے ہیں کہ 1968ء میں لگائے گئے اندازے کے مطابق غالباً افریقہ کے ایک چوتھائی باشندے مسلمان تھے۔ اگر تبدیلی مذہب کی موجودہ شرح جاری رہی تو وہ دن دور نہیں جب سارے براعظم کو مسلم دنیا کا ایک حصہ سمجھا جائے گا۔

مذہب کے طور پر اسلام ترقی کے دو اہم ادوار میں سے گزرا ہے۔ ایک اپنی تاریخ کی ابتداء میں اور دوسرا بیسویں صدی میں عرب ریاستوں کی اہم عالمی طاقتوں کے ظہور کے ساتھ اور افریقہ میں مسلمانوں کی تعداد میں تیز اضافہ کے باعث اب اسلام کو بڑا عالمی مذہب تسلیم کیا جاتا ہے جو دنیا کے فلسفوں 'آرٹ، فن تعمیر اور سیاست پر اپنے اثرات مرتب کرتا رہے گا۔

✦ تیرا حصہ

[ہندوستان]

مذاہب کے جدید قاری کے لئے ہندوستان میں پیدا ہونے والے مذاہب سے زیادہ باعث دلچسپی چیز اور کوئی نہیں۔ ہندومت، جین مت، بدھ مت اور سکھ مت کی مذہبی تعلیمات و تجربہ میں گہرائی اور تنوع واقعی شاندار اور حیرت انگیز ہے۔ آج مغربی اقوام کے قارئین زین بدھ مت کی سادہ باطنیت بھگوت گیتا کی خوبصورتی ویدانت کی پیچیدگی اور جینیوں کے تصور اہنسا کو پہلے سے کہیں زیادہ سراہتے ہیں- جدید ایشیاء کو سمجھنے کے لئے ان مذاہب کے بنیادی ادب تاریخ اور عقائد کی تفہیم لازمی ہے۔

آٹھواں باب

[ہندومت]

لفظ "ہندو" سنسکرت میں دریائے انڈس کے نام ''سندھو" سے آیاہے۔ اگرچہ ہندومت بہت سے مذہبی عقائد اور افعال کی نمائندگی کرتاہے، یہ عموماًہندوستان کے لوگوں کے مذہب پر لاگو ہوتاہے۔ ایک لحاظ سے ہندوستانی ہونا، ہندو ہونا وغیرہ ہوتاہے۔ اگرچہ اپنی پوری تاریخ میں بہت سے لوگ ہندومت میں داخل ہوئے مگر یہ بدھ مت عیسائیت اور اسلام کی طرح کبھی ایک فعال تبلیغی مذہب نہ بن سکا۔

دنیاکے تمام مذاہب میں سے قدیم ترین اور سب سے پیچیدہ مذہب ہندومت ہے۔ ہندومت کے کچھ مذہبی نظریات اور صورتیں تیسرے ہزارے قبل مسیح میں شروع ہوئیں۔ ہندومت میں تقریباہر اُس مذہب کی کوئی نہ کوئی صورت یاانداز ملتاہے جو قابل تصور یافعال رہاہو۔ اس کی وسعت ارواح پرستی سے لے کر کچھ نہایت اعلیٰ مرتبہ اور مفصل فلسفیانہ نظام تک پھیلی ہوئی ہے اس وسیع پیمانے میں ہندومت ہزاروں چھوٹے بڑے دیوتاؤں، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے پجاریوں کو جگہ دیتاہے۔ لہذا کسی ہندو کے لیے ممکن مذہبی خیالات عموماًلا محدود ہوتے ہیں۔

[ہندومت کے ماخذ]

آریاؤں سے قبل کاہندوستان:

ہندومت کی تاریخ دوسری صدی قبل مسیح کے دوران ہندوستانی لوگوں کے آریائی فاتحین کی ہجرت سے شروع ہوتی ہے۔ جو مذہب یہ فاتحین اپنے ساتھ لائے وہ مقامی لوگوں کے مذہب کے ساتھ مل جل گیااور اُن کے درمیان جس تہذیب نے ترقی پائی وہ کلاسیکی ہندومت بن گیا۔

آریاؤں کی آمد:

آج کے طالب علم کے لیے لفظ "آریا" عموماًاس سے مختلف مفہوم رکھتاہے جو میر میں صدی کی نازی (Nazi) تحریک نے اُسے دیا۔ ہٹلر نے اپنے لوگوں کو اعلیٰ ترین نسل کا ظاہر کرنے کے لیے گورے لمبے اور نیلی آنکھوں والے لوگوں کو "آریائی نسل کا نام دیا۔

آریا" سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے عالی مرتبہ، "معزز افراد" یہ لفظ مہاجرین کے ایک گروہ پر لاگو ہوتا تھا جو دوسری صدی قبل مسیح میں ایران کے خطوں سے وادی سندھ میں آئے (آریاؤں کے عزیز واقارب جو ہجرت کر کے ہندوستان نہ آئے وہ سلطنت فارس کے بانی بن گئے، جس نے چھٹی صدی سے چوتھی صدی قبل مسیح تک مشرق وسطی پر حکمرانی کی۔ جب فارس کے جدید لوگ اپنی قوم کے لیے نام تلاش کر رہے تھے تو انہوں نے اسے ایران کہا، جس کا مطلب ہے آریاؤں کی سرزمین)

ابتدائی ذرائع کے مطابق آریائی معاشرہ نے تین بنیادی صورتوں میں ترقی کرناشروع کی۔ مختلف آریائی دیوتاؤں کے مسالک کی خدمت کرنے

والے اعلیٰ مرتبت پجاری (برہمن) کہلاتے تھے۔ سرداراور جنگی (کشتریہ) کہلاتے تھے جنہیں معاشرے کے بلائی طبقے سے نزدیک سمجھا جاتا تھا۔ دونوں بالائی طبقات کے خادم سمجھے جانے والے عام لوگ اور تاجر (ویش) کہلاتے تھے۔ چوتھا طبقہ آریوں کی تسخیر سے پہلے والے لوگوں پر مشتمل تھا جنہیں (شودر) کہا جاتا تھا۔ شودروں کو معاشرے کے مکمل ارکان کی حیثیت نہ دی جاتی اور عموماً آریوں کے غلاموں یا نوکروں کے درجے پر رکھا جاتا۔ ہندوستانی معاشرے میں یہ تقسیم صدیوں سے لے کر آج تک قائم ہے اور ان کے نیچے کئی ذیلی تقسیم میں ہیں جو نام نہاد نظام ذات پات کی بنیاد بن گئیں۔

آریائی مذہب:

آریائی حملہ آوروں کے مذہب سے متعلق علم کا بہترین ذریعہ ویدک ادب ہے 'لیکن یہ ادب اُس وقت مرتب ہوا جب آریائی کافی عرصہ ہوا ہندوستان میں آباد ہو چکے تھے، ویدوں میں کیا کچھ حقیقتاً آریائی اور قبل از آریائی ہے، اس کا فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے۔

آریائی جن دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے وہ مختلف فطری قوتوں مثلا طوفان، سورج، چانداور زرخیزی کی شخصی صورتیں لگتی ہیں۔

آریائی دیوتاؤں کی پرستش کا بنیادی طریقہ بدیہی طور پر قربانی تھا۔ انہوں نے اپنے دیوتاؤں کے لیے معبد قائم نہ کیے، بلکہ کھلی جگھوں پر بنائی گئی قربان گاہوں پر ان کے لیے قربانیاں پیش کرتے رہے۔ یہ زیادہ تر جانوروں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ لیکن اس میں دودھ کی بنی ہوئی اشیاء مثلا مکھن بھی دیوتاؤں کو پیش کیا جاتا۔

غالباً کسی بھی مذہب میں کبھی بھی کی جانے والی سب سے قیمتی اور مفصل قربانی کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ آریاؤں نے کی۔ یہ نام نہاد گھوڑے کی قربانی تھی۔ اخراجات اور پیچیدگی کے باعث اشومیدھ (گھوڑے کی قربانی) آریائی حکمرانوں تک ہی محدود تھی۔ یہ قربانی ایسی تھی جو قیاماً کسی گناہ عظیم کی تلافی یا اس میں حصہ لینے والوں کو زبردست مذہبی قوت دینے میں غیر معمولی اثر رکھتی تھی۔

[ویدک دور]

وید:

ہندومت کے بنیادی مقدس صحیفے وید ہیں۔ یہ کتابیں ہندو نظریہ کائنات کے سمجھنے کا ذریعہ ہیں اور بعد کا تمام مواد انہی کا حوالہ دیتا ہے اور محض اسی پہ بات کرتا ہے۔

وید بنیادی طور پر چار ہیں۔ پہلا اور سب سے اہم ''رِگ وید'' ہے۔ (وید لفظ کا اصل مطلب "علم" ہے) یہ آریائی دیوتاؤں کے لیے ایک ہزار سے زائد مناجاتی گیتوں کا مجموعہ اور اس میں کئی دوسرے مواد بھی موجود ہیں۔

دوسری کتاب ''یجُر وید'' (رسومات کا علم) ہے۔ یہ دیوتاؤں کے حضور قربانی کے دوران گائے جانے والے مواد کا مجموعہ ہے۔ تیسری کتاب ''سام

وید‘‘بنیادی مناجاتی گیتوں میں سے اشعار کا مجموعہ ہے جو پروہتوں کی طرف سے قربانی پر پڑھے جاتے۔ چوتھی کتاب، جو رگ وید کے بعد دوسری اہم کتاب ہے،’’اتھروید‘‘ ہے۔(رشی اتھرو کی طرف سے دیا جانے والا علم)۔ یہ دیوتاؤں کے لیے کی جانے والی مقبول عبادتوں میں استعمال کی جانے والی رسومات پر مشتمل ہے اس کے ساتھ ہی برائی کو بھگانے کے لیے سحر اور جادو بھی ہوتے۔ وید کا تیسرا حصہ آرنیک کہلاتا ہے جو سنیاسیوں کے لیے مذہبی ہدایت نامہ ہے۔ چوتھے حصے اُپنشد کہلاتے ہیں اور فلسفیانہ مواد پر مشتمل ہیں۔ منتر اور برہمہ وید میں قدیم ترین حصے سمجھے جاتے ہیں جن میں بعدازاں آرنیک اور اُپنشد کو شامل کر لیا گیا۔ اپنی حتمی شکل میں وید "ویدی" زبان میں لکھے گئے جو کہ ابتدائی سنسکرت کی پیش رو ہے—

مَنو سمرتی کا ضابطہ قانون:

کلاسیکی عہد کے دوران لکھے جانے والے روایتی ہندوستانی ادب کا ایک اور نمونہ منو کا اخلاقیاتی ضابطہ قانون ہے۔ منو کے ضابطہ قانون کے بنیادی مفروضوں میں سے ایک ذات پات کا نظام ہے جو بظاہر قدیم آریاؤں کے معاشرے کی تقسیم سے پروان چڑھا۔ منو کے ضابطہ قانون میں ذات کی تقسیم کو خدا کی جانب سے منظور شدہ پیش کیا گیا: دنیاؤں کی نشوونما کے لیے بر برہمہ نے برہمن، کشتریہ (جنگجو)، ویش (تاجر) اور شودر (کم درجہ کے خادموں) کو بالترتیب اپنے چہرے بازوؤں رانوں اور پیروں سے پیدا کیا (منو کا ضابطہ قانون (1:31)

جین مت اور بدھ مت:

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندوستان میں یہ دو نئے مذاہب اُبھرے جنہوں نے ہندوستانی نظریہ دنیا میں نجات پانے کی متبادل راہیں متعارف کرائیں۔ انہیں بعد کے ابواب میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا، لیکن ہماری کلاسیکی ہندومت کی بحث میں اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ بانی مذہب کے سامنے چیلنج کے طور پر آئیں۔

بھگوت گیتا:

کلاسیکی ہندومت پر غالباً آخری بیان ہندوستانی ثقافت اور مذہب کی رزمیہ نظم بھگوت گیتا ہے۔ یہ نظم ہندومت کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو یونانیوں اور سیلینیائی ثافت کے لیے ہومری رزمیہ نظمیں۔ ہومری نظموں کی طرح بھگوت گیتا ایک عظیم جنگ کا منظر پیش کرتی ہے: یہ عظیم بہادروں اور دیوتاؤں کی جنگوں کی کہانیاں بیان کرتی ہے اور ثقافت کے بنیادی فلسفے پر مشتمل ہے۔

بعد از کلاسیکی ہندومت:

بھگوت گیتا کی تکمیل کے ساتھ ہی ہندوستانی مذہب کا کلاسیکی دور اختتام کو پہنچتا ہے۔ یہ دور آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے شروع ہوا تھا۔ بعد از کلاسیکی دور بڑے دیوتاؤں کو مختلف صورتیں اختیار کرتے ہوئے اور انسان کے معاملات میں دخل اندازی کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔ بعد از کلاسیکی ادب میں خصوصی دلچسپی دیوتاؤں کی کئی ایک بیویاں تھیں۔ ان دیویوں میں سے اکثر اپنے ساتھی کی طرح مقبول تھیں اور ہندوستان کے بہت سے عوام ان دیویوں کے لیے وقف ہوگئے، ان کی پوجا کے لیے عبادت گاہیں تعمیر کی گئیں۔

تین مرکزی دیوتاؤں کی بھگتی:

جیسا کہ بارہا مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ہندومت اپنے پیروکاروں کے لیے نجات کے بہت سے راستے پیش کرتا ہے۔ افراد ایک یا زیادہ ہندوستانی دیوتاؤں کی بھگتی سے نِروان (نجات) حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ ان دیوتاؤں یا دیویوں کو ان کے معبد میں پوجتے، قربانی ادا کرنے دعا مانگتے اور معبد کے پجاریوں کی مدد کرنے وغیرہ کے ذریعہ مکمل مذہبی توجہ دیتے ہیں۔۔ یہ مخصوص تینوں دیوتا جنہیں تری مورتی کہا جاتا ہے، تخلیق، زندگی اور موت ہیں۔ "برہمّہ" کے ان تینوں افعال میں سے ہر ایک کو کلاسیکی ادب کے دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ برہمہ پیدا کرنے والا "وِشنو" زندگی دینے والا اور "شیو" مارنے والا ہے۔ ان تینوں دیوتاؤں کے پیروکار برہمہ کے تمام افعال کو اپنے منتخب کردہ دیوتا میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ہندومت میں بھگتی، نروان اور نجات کی مختلف و منتشر راہیں اور افکار موجود ہیں جنکا خلاصہ اس طرح ہے:

❶ راہ علم ❷ سانکھیہ نظام فکر ❸ یوگ نظام فکر ❹ میمانسا نظام فکر ❺ ویشک نظام فکر ❻ نیایہ نظام فکر ❼ ویدانت نظام فکر

[ہندوستان پر مسلم اثرات]

ساتویں صدی عیسوی میں ایک نیا اور اہم مذہب عرب کے صحراؤں سے اُبھرا۔ چند دہائیوں کے اندر اندر مذہب اسلام فتح اور تبدیلی مذہب کے ذریعہ پورے مشرق وسطی میں پھیل چکا تھا۔ آٹھوس صدی میں یورپ کے اندر یہ عروج پر تھا۔ اسلام نے اپنے رخ مشرق کی طرف بھی کیا اور آٹھویں صدی کے لگ بھگ ایران اور افغانستان کو فتح کر لیا اور ہندوستان پر گاہے بگاہے اسلامی تعلیمات عام کیا۔

712 عیسوی میں مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان کے شمال مغربی حصے حج کیے۔ گیارھویں صدی میں ترک جرنیل محمود غزنوی نے سترہ مرتبہ ہندوستان پر حملے کیے اور ایک وسیع خزانہ اپنے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر افغانستان لایا۔ تیرھویں صدی میں اسلام ہندوستان پر اس قدر چھا چکا تھا کہ وہاں سلطنت دہلی قائم ہوگئی۔ سولہویں صدی میں ترک حکمرانوں، جنہیں مغل کہا جاتا ہے کی ایک جماعت نے ایک سلطنت قائم کی اور ہندوستان کے

زیادہ تر ذیلی براعظموں پر حکمران کی۔ لہٰذا اٹھارہویں صدی میں یہ سلطنت اپنے راستے پر چل نکلی اور بہت سی چھوٹی متحارب ریاستوں میں بدل چکی تھی جو کہ انگریز فوجوں کے حملہ کے لیے آسان شکار گاہ بن گئیں۔ آج اگرچہ ہندومت ہندوستان میں اکثریت کا مذہب ہے، مگر اس علاقے میں مسلمانوں کی تعداد دنیا کی کسی اور قوم کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات ہمیشہ سنگین رہے ہیں۔ ہندومت اور اسلام جیسے دو مکمل طور پر مختلف مذاہب کا ملنا بہت مشکل ہے۔ جہاں مسلمان توحید پرست ہیں، ہندو لامحدود طور پر کثرت پرست ہیں: مسلمان کسی بھی شکل میں اللہ کا شریک ہونے کا انکار کرتے ہیں، ہندوؤں نے اپنے کئی دیوتاؤں کے مجسموں کو پر آسائش معبدوں میں سجایا ہوا ہے، جہاں مسلمان اللہ کے سامنے مساوات کے قائل ہیں وہاں ہندو روایتی طور پر ذات پات کے نظام نظام کے لے پیرو ہیں جو معاشرے کو طبقات میں تقسیم کرتا ہے۔ اعلیٰ طبقہ نچلے کی نسبت زیادہ مذہبی عہدوں کا حقدار ہوتا ہے۔ ان وسیع اختلافات کے باوجود ہندو اور مسلمان ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک ساتھ رہے ہیں۔ ہندومت نے اپنے اسلام سے مخلوط ہونے کے باوجود اپنے بنیادی نظریات کو نہیں بدلا بلکہ ہندوستان معاشرے نے مسلم دنیا کے کئی عناصر کو اختیار کر لیا۔ خصوصاً مغل سلطنت کے دور میں ہندوستانی معاشرہ آرٹ، فن تعمیر سائنس اور مسلمان دنیا کے لباس کے انداز سے بھی متاثر ہوا۔ ہندو اور مسلمان ہندوستان میں اکٹھے رہتے رہے ہیں، مگر دونوں لوگوں کے درمیان مذہبی اور سیاسی اختلافات آج بھی ہندوستان کو پیش آنے والے مرکزی مسائل میں سے ایک ہیں۔

جدید ہندومت:

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی نے ہندومت میں کئی اصلاحی تحریکیں دیکھیں۔ ایک ابتدائی مصلح رام موہن رائے (1833-1774ء) تھا جو "جدید ہندوستان کا باپ" کہلاتا تھا۔

انیسویں صدی کا غالباً عظیم ترین مصلح سری راما کرشن (1886ء-1834) تھا۔ راما کرشن جو کبھی کلکتہ میں کالی دیوی کا پجاری تھا، فلسفیانہ انداز فکر میں غیر ثنائی ویدانت کا پیرو تھا۔ راما کرشن کی تعلیمات ہندوستان میں شاید اُس کے ساتھ ہی دم توڑ جاتیں اگر اُس کے شاگردوں میں سے ایک نریندر ناتھ دت (1902ء-1836ء) انہیں زندہ نہ رکھتا۔ اُس نے 1893ء میں بمقام شکاگو "مذاہب کی پارلیمنٹ" میں ہندومت کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک زبردست تاثر قائم کیا۔ پھر بیسویں صدی کا مشہور ہندوستانی مصلح موہن داس کرم چند گاندھی (1948ء-1869ء) تھا۔ گاندھی کو برطانوی راج کے اختتام پر مذہبی تصوریت اور سول نافرمانی کے یکجا کرنے کے ذریعہ ہندوستانی لوگوں کے لیے سیاسی اور معاشرتی فوائد حاصل کرنے پر بہت زیادہ یاد رکھا جاتا ہے۔

نواں باب

[جین مت]

چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندومت کے خلاف دواحتجاجی تحریکیں اُبھریں۔ یہ دونوں مخالفین جین مت اور بدھ مت تھے،اورانہوں نے وید ک ادب اور برہمن گرو کی تعلیم میں پیش کیے جانے والے نروان کو متبادل معنی دیئے۔ جین مت اور بدھ مت دونوں نے وید کی قطعیت کو بحیثیت الہامی صحائف مسترد کردیااور ہندوستانی ذات پات کے نظام کی مذہبی اہمیت سے انکار کیا۔ان دونوں نئے مذاہب (یاہندومت کی نئی صورتوں) میں سے جین مت غالباپہلا ہے۔

جین مت کی تعلیمات:

نو سمجھتاہے۔دیگر ہندوستانی مذاہب کی طرح جین مت زندگی کو غیر مختتم تجسیم نو سمجھتا ہے۔لوگ پیدا ہوتے،اپنی زندگیاں گزارتے اور مرجاتے ہیں اور دوبارہ جنم لیتے ہیں۔ ہندوستانی مذاہب اس مذہبی مسئلے کے گرد گھومتے ہیں کہ کوئی فرد زندگی کے چکر سے کیسے نکل سکتااور زندگی سے دامن کیسے بچاسکتاہے؟ ہندومت بھی بدھ مت اور سکھ مت کی طرح اس کے لیے کئی جواب پیش کرتاہے۔ جین مت افراد کو کرم(Karma) کی وجہ سے زندگی سے جڑاہوا سمجھتاہے۔

جین فرقے:

80ءعیسوی کے لگ بھگ جین اس مسئلے پر وسیع پیمانے پر تقسیم ہورہے تھے کہ جین مت کا حقیقی مفہوم کیاہے؟اور وہ دو فرقوں میں بٹ گئے جو آج بھی قائم ہیں۔ جینی تعلیمات کی وضاحت میں نسبتاًزیادہ غیر جانبدار نقطہ نظر کا حامل فرقہ شویتامبر (سفید لباس) ہے۔آج یہ گروہ مرکزی طور پر ہندوستان کے شمالی حصے میں آباد ہے۔وہ کپڑے پہن کر صاویر کی تعلیمات کی اپنی وضاحت میں زیادہ آزاد رہیں اور "سفید لباس" کہلاتے ہیں کیونکہ وہ برہنگی کی ضرورت کو مسترد کرتے اور اپنے سنیاسیوں کو سفید لباس پہننے کی اجازت دیتے ہیں۔دونوں فرقوں میں سے شویتامبر زیادہ مقبول دوسرا فرقہ "دیگامبر "(آسمانی لباس) دونوں میں سے زیادہ انتہاپرست ہے اور اس کے ارکان مرکزی طور پر ہندوستان کے جنوبی علاقے میں آباد ہیں۔ 1473ء میں شویتامبر سے ایک تیسرا فرقہ گروہ کی حیثیت سے اُبھرا۔ یہ گروہ ستھانک واسی کے طور پر پہچاناجاتاہے اور معبدوں اور بتوں سے اپنی مخالفت کی بناء پر نمایاں ہے۔

جدید جین مت:

جین مت کو دیوتاؤں کی ضرورت نہیں ہے مگر وہ چوبیس تیر تھنکروں کا احترام کرتے ہیں۔ جین پیروکاران کی پرستش کے لیے ہندوستان میں چالیس ہزار معبد قائم کر چکے ہیں۔ ان معبدوں میں سے اکثر اپنی خوبصورتی کی وجہ سے مشہور ہیں، اور کوہ ابو(Mount Abu) پر قائم ایک معبد کو ہندوستان کے سات عجوبوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔

معبدوں میں تیر تھنکروں کے علاوہ جین پوجا گھر کے اندر کئی ایک رسومات پر مشتمل ہے۔ یہ پوجا بتوں کے نام دہرانے اور ان کو پھول اور خوشبویات نذر کرنے پر مشتمل ہوتی ہے۔ پرستش میں جینی بھیجن، دعائیں اور منتر پڑھنا بھی شامل ہوتا ہے۔ اکثر جین اپنی پرستش میں مراقبہ اور قسمیں نبھانے کو بھی شامل کرتے ہیں۔

دسواں باب

[بدھ مت]

بدھ مت کا آغاز چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندو مذہبی نظام کی ایک اور وضاحت کے طور پر ہوا۔ بلاشبہ کئی صدیوں تک اسے ہندوستان میں وسیع پذیرائی حاصل ہوئی۔ تاہم تیسری صدی قبل مسیح میں اس نے ہندومت کی کسی بھی صورت کے لیے کچھ غیر معمولی چیز کو ترقی دی یعنی تبلیغی سرگرمی-ہندوستان کے حکمرانوں نے بدھ مبلغین کو ہمسایہ ایشیائی ممالک میں بھیجا۔ اسی دوران بدھ مت میں نئے نظریات فروغ پا رہے تھے جو ایشیائی لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ پرکشش بن گئے۔ تبلیغی سرگرمی اور نئے نظریات کے امتزاج کی وجہ سے اسے چین جاپان کوریا اور چینی ہند میں تیزی سے ترقی حاصل ہوئی۔ جب بدھ مت بیرونی تبلیغ میں کامیاب ہو رہا تھا تو اسے ہندوستان میں ہندومت کے دوبارہ ابھرنے کی وجہ سے ایک طرف دھکیلا جا رہا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان فاتحین نے وہاں بدھ مت کے آخری آثار کو بھی تہس نہس کر دیا اور آج اس کے پیروکاروں کو ڈھونڈنے کے لیے دیگر ایشیائی اقوام کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

گوتم کی پیدائش:

ہندوستان میں 2600 سال قبل سلطنت مگدھ کا بول بالا تھا اور یہ سلطنت آج کل کے جنوبی بہار میں۔۔ گنگا کے جنوب میں ندی شوما تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا دارالحکومت راج گریمہ تھا۔ اس کے شمال میں طاقتور لچھویوں کا جمہوری راج تھا۔ لچھویوں کا دارالحکومت ویشالی گنگا کے شمال میں تھا۔

مہاراجہ شدھودھن نے کولی مہاراج کی دو لڑکیوں سے بیاہ کیا تھا۔ بیاہ کے کافی عرصہ بعد ان دونوں میں سے بڑی بہن حاملہ ہوئی۔ زچگی سے کچھ

وقت پہلے اس وقت کے رواج کے مطابق اسے باپ کے گھر بھیجا گیا لیکن راستے میں ہی لمبنی نام کے جنگل میں اس کا بیٹا پیدا ہوا۔ بیٹے کے ساتھ رانی باپ کے گھر پہنچی اور ساتویں دن مر گئی۔ اس کی موت کے بعد چھوٹی بہن نے بچے کو پالا۔ یہی بچہ بعد میں عظیم بدھ مشہور ہوا۔ اس کا نام سدھارتھ رکھا گیا، لیکن اس کے برج کا نام گوتم تھا۔

گوتم بدھ کے مذہبی اور فلسفیانہ نظریات:

اس عظیم انسان نے 82 سال کی عمر تک جن نظریات اور طریقوں سے برہمن ذاہب کے کٹڑپن کو توڑا تھا، اس مذہب کا خلاصہ ایک طرح کی روحانی نشوونما اور زکیہ نفس ہے۔ اس مسلک میں نظریہ اور یقین کی خوبیاں ہیں۔ اضطراب اور خواہشات کے بغیر پاکیزہ زندگی گزارنے سے انسانوں کے دکھ دور ہونے کی امید اور

" نظریہ دکھ " ہی بدھ نظریہ ہے۔ یہ نظریات اس طرح ہیں: 1- دکھ: 2- دکھ کی وجہ 3- دکھ کو روکنا 4- دکھ روکنے کی تدبیر 5- درمیانہ راستہ 6- عارضی پن، دکھ اور بے روح ہونا 7- نروان، تشنگی کی فنا 8- ویدک ہون یگ اور ویدوں کی گواہی 9- ناخدا پرستی 10- نظریۂ عمل (کرم) 11- دوستی وغیرہ جیسے احساسات 12- نظریۂ روح و عمل وغیرہ

گیارہواں باب

[سکھ مت]

سکھ مت دنیا کے جدید ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کا آغاز سولہویں صدی عیسوی میں ہوا۔ تاہم ہندو مت کی دیگر اصلاحی تحریکوں کے بر عکس سکھ مت دنیا کے ایک اور مرکزی مذہب اسلام کے عناصر بھی شامل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سکھ ہندوستان کے دیگر مذاہب کے مابین ہمیشہ ایک اقلیت رہے ہیں اور آج انکی آبادی صرف 60 لاکھ ہے۔ یہ لوگ مرکزی طور پر شمال مغربی ہندوستان کے پنجاب میں رہتے ہیں جو ان کا آبائی گھر ہے۔

نانک کے حالات زندگی:

سکھ مت کا حقیقی بانی نانک (1538-1469ء) نامی شخص تھا جو شیخ فرید الدین کا جانشین کبیر کا معاصر تھا اور بلاشبہ ان سے متاثر تھا۔ نانک لاہور سے چالیس میل دور پنجاب کے علاقے میں ایک ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ علاقے کی ملی جلی کیفیت کی وجہ سے نانک کا سکول ماسٹر مسلمان تھا اور یقیناوہ بڑا بااثر ثابت ہوا۔

نانک کی تعلیمات:

کبیر اور دیگر کی طرح نانک نے اسلام اور ہندو مت کے بہترین اجزاء کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔اُنہوں نے ہر مذہب سے وہ چیز اخذ کی جو ان کے خیال میں نہایت اہم تھی۔اسلام سے اُنہوں نے توحید کی تعلیم حاصل کی۔اگرچہ ہندو خدا کو مختلف طریقوں میں اور بیشتر بھیسوں میں دیکھتے ہیں مگر خدا ایک ہی ہے۔سکھ اس خدا کو "سچانام" کہتے ہیں۔

نانک نے ہندو مت اور اسلام دونوں کی رواج پرستی اور رسومات کو مسترد کر دیا اور نانک کے مذہب کا ایک اہم عنصر امن پسندی تھا۔

✦چوتھا حصہ

[چین اور جاپان کے مذاہب]

کچھ ہی عرصہ پہلے تک چین اور جاپان کے مذاہب مغربی دنیا کے لئے بیگانے تھے۔تاہم تبلیغی سر گرمی اور جدید ذرائع نقل و حمل و مواصلاتی ٹیکنالوجی کی وجہ سے تاؤمت، کنفیوشس مت اور شنتو کی تحریریں اور روایات ہم تک پہنچتی ہیں-ان میں فطرت اور خاندان کی خوبصورتی کے لئے گہری اور سچی محبت نظر آتی ہے۔اسی وجہ سے تاؤمت کی تائوتے چنگ بیسویں صدی کے آخر میں کالج کے طلباء میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب بن گئی-اگرچہ آج یہ مذاہب اپنے خطے میں پسپائی کا شکار نظر آتے ہیں تاہم وہ ہمیں بہت کچھ سکھاتے ہیں۔

بنیادی چینی مذہبی نظریات وافکار:

❶- کثیر خداؤں اور ارواح کی معرفت 2-یِن اور یانگ کی پرستش 3-فرزندانہ سعادت مندی اور اجداد پرستی 4-غیب دانی 5-شانگ تی پر عقیدے کا ارتقاء

"چینی مذاہب"

اکثر کہا گیا ہے کہ چینی عوام کا اپنا کوئی مقامی مذہب نہیں، بدھ مت، اسلام اور عیسائیت کی تبلیغ سے متاثر ہو کر بیشتر چینیوں نے ان مذاہب کو چینی خصوصیات کا عکس دے کر اپنالیا، لیکن وہ کبھی بھی اپنا ذاتی مذہب تشکیل نہ دے سکے۔اس دلیل کے مطابق چین کے مقامی مذاہب تاؤمت اور

کنفیوشس مت حقیقی مذاہب نہیں بلکہ زندگی کے فلسفے اور اخلاقیات کے نظام ہیں۔ در حقیقت دنیا کے دیگر مذاہب میں پائے جانے والے عمومی عناصر تاؤمت اور کنفیوشس مت میں بہت کم ملتے ہیں۔ مذہبی عناصر چونکہ اُن میں بعد کے سالوں میں شامل کر دیئے گئے۔ لہذا دنیا کے مذاہب پر گفتگو کرنے والی کسی بھی تحریر میں تاؤمت اور کنفیوشس مت دونوں قابل وضاحت ہیں۔

تاؤمت:

تاؤمت کو بیان کرنا انتہائی مشکل ہے! اسے اس کی تاریخ اور چینی عوام پر اس کے اثرات کے حوالے سے بیان کیا جاسکتا ہے، لیکن اسے با قاعدہ عقائد اور رسومات کے ساتھ بحیثیت مذہب واضح طور پر اجاگر نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ اسلام اور عیسائیت کو بیان کیا جاسکتا ہے۔

یہ نام "تاؤمت" اس کتاب کے عنوان "تاؤتی چنگ" سے لیا گیا ہے اور غالبا بہترین انداز میں اسے "راستہ" یا "فطرت کا راستہ" کے طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے۔ بظاہر اس مذہبی عنوان کے باوجود تاؤمت کے ابتدائی علماء اپنے عقائد میں محض مبہم طور پر ہی الہیات پسند تھے۔ عیسائیت کی ابتدائی صدیوں میں تاؤمت دیوتاؤں، پجاریوں، معبدوں اور قربانیوں سے آراستہ مذہب میں بدل چکا تھا۔ جدید چین میں تاؤمت بنیادی طور پر جاہلیت اوہام پرستی اور زندگی کو لمبا کرنے کی جادوئی کوششوں پر مشتمل ہے۔ فطرت کا فلسفہ، ایک مذہب، جادوئی عملوں کا نظام---تاؤمت یہی سب کچھ ہے۔

کنفیوشس مت:

کنفیوشس مت کا تاؤمت کی طرح آغاز اور ارتقاء چینی لوگوں کے مجموعی فلسفے میں پیچیدہ طور پر باہم رچا ہوا ہے۔ لہٰذا کنفیوشس مت کو تاؤمت اور چینی مذہبی فکر سے الگ باب میں رکھنا اسے غیر حقیقی صورتحال میں پیش کرنے کے مترادف ہوگا۔ ہم تاؤمت کی طرح کنفیوشس مت پر بحث کا آغاز اس سوال سے کرتے ہیں کہ کیا یہ ایک حقیقی مذہب ہے؟ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جن کا اصرار ہے کہ کنفیوشس مت اور اس کے شاگردوں کی تعلیمات ہرگز مذہب نہیں ہیں اور یہ کہ کنفیوشس غالبا ملحد تھا جو دیوتاؤں کی پرستش کو بے سود سمجھتا تھا اور جس کا بنیادی مسئلہ انسانی معاشرے کی نوعیت تھی۔ اس کی مقدس تحریروں کو کبھی بھی دیوتاؤں کی طرف سے الہام نہیں سمجھا گیا، جیسا کہ وید اور قرآن کے ساتھ معاملہ ہے۔ یہ ریاضت اور راہبانیت کو ناپسند کرتا ہے اور حیات بعد الموت پر یقین نہیں کرتا ہے۔

تیرہواں باب

[شنتومت]

جاپانیوں کاایک ڈھیلے ڈھالے طور پر منتظم مقامی مذہب شنتواپنے اندر عقائداور وظائف کی گوناں گونی لیے ہوئے ہے۔ در حقیقت یہ تنوع اس قدر وسیع ہے کہ شنتو کوہندومت والے انداز میں بیان کرنابہت مشکل ہے۔ لہذاہم اس کے دائرے میں آنے والے شعبوں کی ایک فہرست بنا سکتے ہیں۔ شنتوبنیادی طور پر جاپانی جذبہ حب الوطنی کی ایک ولولہ انگیز مذہبی صورت ہے۔ اس کی اسطوریات جاپان کی صورت گری کو باقی تمام جگہوں کی نسبت برتر بیان کرتی ہے۔ اس کے مقبرے جاپانی تاریخ کے عظیم سورماؤں اور واقعات کی یادگار ہیں۔ تاریخی طور پر جاپانی لوگوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ اُن کے شہنشاہ باقاعدہ طور پر سورج دیوتا کے اخلاف تھے۔ چھٹی صدی عیسوی تک یہ لفظ باقاعدہ طور پر اختراع نہ کیا گیا تھا اسے بدھ مت، تاؤمت اور کنفیوشس مت کے دور میں چین اور کوریا سے آنے والے نئے مذاہب سے مقامی جاپانی مذاہب کو امتیاز کرنے کے لیے رائج کیا گیا۔ لفظ "شنتو" در حقیقت چینی الفاظ "شن (Shen) اور تاؤ (Tao) سے لیا گیا ہے۔" جسے عموماً "دیوتاؤں کی راہ" کے حوالے سے ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اس مقامی مذہب کو بیان کرنے والی جس اصطلاح کو ترجیح دی جاتی ہے وہ کامی نوچی (Kami-no-michi) ہے اس کو بھی "دیوتاؤں کی راہ" کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔

شنتو کی تین صورتیں:

❶-ریاستی شنتو ❷-فرقہ وارانہ شنتو ❸-گھریلو شنتو

✦مزید مطالعہ کے لئے حوالہ جات

بنیادی مذاہب کامزید مطالعہ کے لیے:

1) Eliade, Mircea. The Sacred and the Profane. Translated by Willard Trask. New York: Harper Torchbooks, 1961.

2) Frazer, Sir James. The New Golden Bough. Abridgment by Theodore H. Gaster. New York: Criterion Books, 1959.

3) Freud, Sigmund. The Future of an Illusion. Translated by W. D. Robinson-Scott. Garden City. N. Y.: Doubleday, 1964.

4) Malinowski, Bronislaw. Magic, Science and Religion, and Other Essays. Boston: Beacon Press, 1948.

5) Otto. Rudolf. The Idea of the Holy. Translated by John W. Harvey. London: Oxford University Press, 1948.

امریکی انڈین مذاہب کامزید مطالعہ کے لئے پڑھیں:

1) Benedict, Ruth Fulton. The Concept of the Guardian Spirit in North America. Menasha, Wis.: The Collegiate Press, 1923.

.Brown, Dee. Bury My Heart ai Wounded Knee. New York: Holt, Rinehart and Winston, 1970(2
.Deloria, Vine. God Is Red. New York: Grosset and Dunlap, 1973(3
.Underhill, Ruth M. Red Man's Religion. Chicago: The University of Chicago Press, 1956(4

افریقی مذاہب کا مزید مطالعہ کے لیے:

.Courlander, Harold. Tales of Yoruba Gods and Heroes. Greenwich, Conn.: Fawcett Publications 1973(1
.Idowu. E. Bolai. African Traditional Religion. Maryknoll, NY. Orbis Bocks, 1973(2
.King Noel Q. Christian and Muslim in Africa. New York: Harper and Row, 1971(3
.King Noel Q. Religions of Africa. New York: Harper and Row, 1970(4
.Parrinder, Geoffrey. African Traditional Religion. London: Hutchinson House, 1954(5
Ray. Benjamin C. African Religions: Symbol, Ritual and Community. Englewood Cliffs, N. J.: Prentice-Hall, 1976(6

زرتشت مت/مجوسیت کا مزید مطالعہ کے لیے:

.Duchesne-Guillemin, Jacques. Symbols and Values in Zoroastrianism. New York: Harper and Row, 1966(1
.Herzfeld, Ernst. Zoroaster and His World. 2 vols. Princeton: Princeton University Press, 1946(2
.Masani, Rustom. Zoroastrianism: The Religion of the Good Life. New York: Macmillan, 1968(3
Vermaseren, M. J. Mithras, The Secret God. Translated by Therese and Vincent Megaw, New York: Barnes and Noble Books (4 .1963
.Zaehner, R. C. The Dawn and Twilight of Zoroastrianism. New York Putnam, 1961(5

یہودیت کا مزید مطالعہ کے لیے:

.Baron, Salo W. A Social and Religious History of the Jews. 3 Vols. New York: Columbia University Press, 1952(1
.Buber, Martin. Tales of the Hasidim. 2 Vols. New York: Schocken Books, 1948(2
.Cohen, A., Ed. Everybody's Talmud. New York: Dutton, 1932(3
.Hertzberg, Arthur, ed., Judaism. New York: George Braziller, 1961(4
.Neusner, Jacob. Between Time and Eternity, the Essentials of Judaism. Encino, Calif.: Dickenson, 1975(5
.Trepp. Leo. Judaism: Development and Life. Encino. Dickensor 1966(6

عیسائیت کا مزید مطالعہ کے لیے:

.Adam, Karl. The Spirit of Catholicism. New York: Macmillan, 1962(1
.Filson. Floyd V. Opening the New Testament. Philadelphia: Westminster Press, 1952(2
.Hordern, Willaim. A Layman's Guide to Protestant Theology. New York: Macmillan, 1957(3
.Klausner, Joseph. Jesus of Nazareth. New York: Macmillan, 1934(4
Marty. Martin E. A Short History of Christianity. Cleveland:World Publishing Company, 1959(5

اسلام کامزید مطالعہ کے لیے:

Andrae, Tor. Mohammed, the Man and His Faith. London; George Allen and Unwin, 1936(1
.Arberry, A. j. The Holy Koran. New York: Macmillan, 1953(2
.Cragg. Kenneth. The House of Islam. Encino, Calif: Dickenson. Publishing Company, 1975(3
.Guillaume, Alfred. Islam. Baltimore: Penguin, 1954(4
Watt, W. Montgomery. Muhammad, Prophet and Statesman. London oxford Universty Press, 1964(5

ہندومت کامزید مطالعہ کے لیے:

.Edgerton, Franklin, trans. Bhagavad Gita. New York: Harper and Row. 1965(1
.Hinnells, John R. and Sharpe, Eric J., Hinduism. Newcastle: Oriel Press 1972(2
.Hopkins. Thomas J. The Hindu Religious Tradition. Encing, Calit Dickenson, 1971(3
.Judah, J. Stillson. Hare Krishna and the Counterculture. New York: John Wiley and Sons, 1974(4
.Nikhi Nikhilanada, Swami, trans. The Upanishads. 4 vols. New York: Harper and Bros., 1949-1959(5
.Renou, Louis, ed. Hinduism. New York: George Braziller, 1961(6

جین مت کامزید مطالعہ کے لیے:

.Frost. S.E., ed. The Sacred Writings of the World's Great Religions. New York: McGraw-Hil, 1972(1
.Jaini Jagmanderlal. Outlines of Jainism. Cambridge: Cambridge University Press, 1916(2
.Stevenson, Margaret. The Heart of Jainism. London: Oxford University Press, 191531

بدھ مت کامزید مطالعہ کے لیے:

.Conze, Edward, ed. Buddhist Texts Through the Ages. Oxford: Bruno Cassirer, 1953(1
.Gard, Richard A., ed. Buddhism. New York: George Braziller, 1961(2
.Humphreys, Christmas. Buddhism. new York: Penguin Books, 1951(3
.Snellgrove, D. L. Buddhist Himalaya. New York: Philosophical Library, 1957(4
.Suzuke, daisetz T. Zen and Japanese Buddhism. Tokyo: Charles E. Tuttle, 1958(5
.Watts, Alan. The Way of Zen. New York: Pantheon Books, 1957(6

سکھ مت کامزید مطالعہ کے لیے:

.Archer, John Clark. The Sikhs. Princeton: Princeton University Press. 1946(1
.Frost. S. E., ed. The Sacres Writings of the World's Great Religions. New York: McGraw-Hill, 1972(2
.Singh. Harbans. The Heritage of the Sikhs. New York: Asia Publishing House. 1964(3

چینی مذاہب کامزید مطالعہ کے لیے:

.Giles. Herbert A. Religions of Ancient China. Freeport. N.Y.: Books for Libraries Press. 1969(1
.Smith. D. Howard. Chinese Religions. New York: Holt. Rinehart and Winston, 1968(2
.Thompson, Laurence G. The Chinese Way in Religion. Encino, Calif.: Dickenson Publishing Company, 1973(3
.Waley. Arthur. The Way and its Power. London: George Allen and Unwin, 1956(4
.Yang, Y. C. China's Religious Heritage. New York: Abingdon-Cokesbury Press. 1943(5

جاپانی مذاہب کامزید مطالعہ کے لیے:

.Anesaki. Masaharu. Religious Life of the Japanese People. Tokyo: The Society for International Cultural Relations.. 1961(1
de Barry. William T. ed. Sources of Japanese Tradition. New York Columbia University Press, 1958(2
.Earhart, H. Byron, Japanese Religion: Unity and Diversity. Encino, Calif. Dickenson Publishing Co. 1969(3
.Kitagawa. Joseph M. Religion in Japanese History. New York: Columbia University Press, 1966(4
.Ross. Floyd Hiatt. Shinto, the Way of Japan. BostonBeacon Press, 1965(5

✦ خاتمہ

الحمدللہ، اللہ کی مدد و توفیق سے یہ تلخیص اپنے اختتام کو پہنچی ہم نے ہندوستانی مسلمان ہونے کے ناطے اس تلخیص میں اسلام اور ہندوستان میں پنپنے والے مذاہب، عقائد و نظریات کا تذکرہ قدرے مفصّل کیا ہے اسکے علاوہ باقی دیگر مذاہب کا ذکر نہایت اختصار کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ تلخیص کا حق ادا ہو جائے اور قاری کے سامنے تمام مذاہب کا بنیادی نظریہ و خاکہ بھی پیش کیا جاسکے، آخر میں تمام قارئین سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر تلخیص میں کسی قسم کی عقیدے یا لفظی خامیاں نظر آئیں تو ہمیں ضرور اطلاع دیں چونکہ یہ کتاب غیر مذہب شخص نے لکھی اور ترجمہ بھی بے ترتیب و لفظی خطاؤں کی کثرت تھی ممکن ہے کہ میرے ہاتھ پرانا ایڈیشن لگا جس کی وجہ سے بہت ساری غلطیوں کی اصلاح کرتے ہوئے اسلامی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے مختصر انداز میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ ہماری محنتوں کو قبول فرمائے اور دین اسلام جیسے سچے و حقیقی مذہب کو سمجھ کر پڑھنے اور اسکے مطابق پوری زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

دعاؤں کا طلبگار: محمد ساجد کانپوری
رابطہ نمبر: +918090629022

الحمد لله الذي بنعمته و فضله تتم الصالحات